REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

قرآن مجید نمبر

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516.

جلد: ۴۲
شمارہ: ۲۶،۲۵

مُدیر:- منیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان | ۱۰-۳ محرم ۱۴۱۴ ہجری | ۲۴ احسان / یکم وفاء ۱۳۷۲ ہش | ۲۴ جون / یکم جولائی ۱۹۹۳ء

بنی نوع انسان کو ہدایت و رحمت عطا کرنے والا آسمانی صحیفہ

قرآن مجید

اِرشاداتِ ربانی در آیاتِ قرآنی

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○
(البقرہ: آیت ۳)

ترجمہ:- یہی کامل کتاب ہے، اِس (امر) میں کوئی شک نہیں متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰہُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّثْلِہٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○
(یونس: آیت ۳۹)

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (شخص) نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے؟ تو (انہیں) کہہ (کہ) اگر تم (اِس بیان میں) سچے ہو تو اس (کی سورتوں) جیسی کوئی ایک (ہی) سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا جس (کسی کو بھی بلانے) کی تمہیں طاقت ہو (اپنی مدد کے لئے) بلاؤ۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (حجر: آیت ۱۰)

اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (بنی اسرائیل: آیت ۸۳)

اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ (تعلیم) اُتار رہے ہیں جو مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت (کا موجب) ہے اور ظالموں کو صرف خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ
(شوریٰ: آیت ۱۸)

اللہ وہ ہے جس نے کتاب (یعنی قرآن کریم) کو حق اور میزان کے ساتھ اُتارا۔

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ
(بنی اسرائیل: آیت ۱۰)

یہ قرآن یقیناً اس (راہ کی) طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ درست ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام: آیت ۳۹)

ہم نے اِس کتاب (قرآن کریم) میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔ (یعنی تعلیماتِ ضروریہ میں سے کوئی چیز قرآن کریم سے باہر نہیں رہی)

اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ○ (الطارق: آیت ۱۴)

یعنی قرآن یقیناً قطعی اور آخری بات ہے۔ (جو ہر ایک امر میں سچا فیصلہ دیتا ہے)

فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ○
(بیّنۃ: آیت ۴)

یعنی اِس قرآن میں قائم رہنے والے احکام ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۸ احسان (جون) (ایم ٹی اے)۔ الحمد للہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ احبابِ جماعت اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۴ راحسان ویکم وفاء ۱۳۷۲ ہش

ہفتۂ قرآن ـ نہایت شان سے منائیے!

نظارت دعوۃ وتبلیغ کے اعلان کے مطابق جماعتِ احمدیہ بھارت میں یکم جولائی تا ۷ رجولائی ہفتۂ قرآنِ مجید منایا جا رہا ہے ۔ اس ہفتہ میں مقررین و واعظین عظمتِ قرآن پر روشنی ڈالیں گے ۔ بزرگان کے فرمودات کی روشنی میں اس کے حقائق ومعارف بیان کئے جائیں گے ، قرآنِ مجید کے تراجم کی نمائشیں لگیں گی ۔ اور اہلِ دنیا کو بتایا جائے گا کہ اِس دَور میں ان کی فلاح ونجات اور اُن کے مسائل کا حل صرف اور صرف قرآنِ مجید میں ہے ۔ اسی طرح ہم میں سے ہر ایک کو تعلیم قرآن سامنے رکھ کر اپنے نفوس کا محاسبہ کرنے کا موقع بھی ملے گا کہ جنہیں اِس دَور میں یہ نعمتِ عظمیٰ عطا کی گئی ہے اس پر دل وجان سے عمل کر کے اس کی کتنی قدر کرتے ہیں ۔

یہ بات عین حقیقت ہے کہ قرآن مجید اس دَور میں ایک افضل و اکمل آسمانی صحیفہ ہے ۔ اور اب صرف اور صرف اس کی مبارک تعلیم کی روشنی میں ہی دُنیا کے مسائل و مشکلات کا حل ممکن ہے ۔ اور باقی تمام سابقہ کتب آسمانی جو اپنے اپنے دَور میں خدائے رحمٰن کی طرف سے نازل ہُوئیں ، ایک تو اب ان میں بہت حد تک تحریف و تبدیل ہو چکی ہے ۔ دُوسرے وہ موجودہ زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ۔ نام لینے کی ضرورت نہیں ۔ اِس وقت جتنی بھی سابقہ مقدس کتب ہیں ، اُن سب کا یہی حال ہے ۔ کسی میں ذات پات کی تعلیم ہے ۔ کہیں کالے گورے کا فرق ۔ کہیں زمین کی گردش کے مسئلہ کو لے کر بعض نامی سائنسدانوں کو سزائیں دی گئیں تو کہیں یہ مشہور تھا کہ دُنیا کوہِ ہمالہ کے پیچھے نہیں ہے ۔ معاشرے کی ایسی بے شمار بے چینیاں ۔ اقتصادی عدمِ مساوات ۔ عورتوں کے مسائل ۔ صحیح ذہنی و اخلاقی نشو ونما کا فقدان ۔ لقائے الٰہی کی غلط راہیں ۔ جن کے نتیجہ میں کہیں بُت پوجا کی جا رہی ہے تو کہیں انسان کو خدا بنا دیا گیا ہے ۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جن کا صحیح اور معقول حل اب گزشتہ کتب اور ان کے ماننے والے قرآنِ مجید کے مقابلہ میں پیش نہیں کر سکتے ۔ یہی وجہ ہے کہ شدید تاریکی میں آج سے چودہ سو سال قبل اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب بندے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اِس کلامِ معجز نما کا نزول فرمایا ۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں عظیم جسمانی ، اخلاقی اور رُوحانی انقلاب رُونما ہُوا ۔

لیکن مسلمانوں پر بدقسمتی کا ایک ایسا دَور بھی آیا کہ وہ قرآن مجید جیسی اس عظیم نعمت کو بھی بھُول گئے اور اسے غلافوں میں بند کر کے صرف اور صرف اپنے گھروں کی زینت بنا دیا ۔ اور یا پھر کبھی جھُوٹی سچّی قسمیں کھانے کے لئے استعمال کیا جانے لگا ۔ اس کا خوفناک نتیجہ یہ نِکلا کہ جہاں وہ اپنی زندگیوں میں نعمتِ الٰہی سے محروم رہ گئے وہاں غیروں کو بھی قرآن مجید کے خلاف بے شمار جھُوٹے اعتراضات و بہتانات تراشنے کا موقع مل گیا ۔

اُنیسویں صدی کا آخر اور بیسویں صدی کا شروع اسلام اور قرآن کے لئے کچھ ایسے ہی بدقسمتی کے پردوں میں لپٹا ہُوا ظاہر ہُوا ۔ اس دَور کا اگر آپ مطالعہ فرمائیں تو آپ کو صاف معلوم ہوگا کہ مسلمان تو خیر اس الٰہی تعلیم سے غافل ہیں ہی لیکن غیر بھی کچھ تو اپنی ناسمجھی سے ، کچھ تعصب سے اور کچھ مسلمانوں کی بے عملی کو دیکھ کر علم و عرفان کے نور سے منوّر اِس تعلیم کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا رہے ہیں ۔ لیکن مسلمان نہ صرف تعلیمِ قرآنی سے ناآشنا ہیں ، بلکہ ایک دُوسرے سے اِس مقابلے میں مصروف ہیں کہ اب قرآنِ مجید کی کس قدر آیات منسُوخ اور ناقابلِ عمل ہیں ۔

ایسے تاریک دَور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنِ مجید کے صاف و شفاف اور پُربہار روشن چہرے کو دُنیا کے سامنے ظاہر کیا ۔ اس ضمن میں آپ نے اپنی مشہور و

ایک عظیم چیلنج

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

”جو دینی و قرآنی معارف وحقائق و اَسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے مَیں لِکھ سکتا ہوں دُوسرا ہرگز نہیں لِکھ سکتا ۔ اگر ایک دُنیا جمع ہو کر میرے اِس امتحان کیلئے آئے تو مجھے غالب پائے گی ۔“ (ایام الصلح صفحہ ۱۵۹)

معروف کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی ۔ جس میں قرآنِ مجید کے اِس چیلنج کی روشنی میں کہ :-

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۝ (بنی اسرائیل : ۸۹)

ترجمہ: تُو (انہیں) کہہ (کہ) اگر تمام انسان (بھی) اور جنّ (بھی) اس قرآن کی نظیر لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو (پھر بھی) وہ اس کی نظیر نہیں لا سکیں گے ۔ خواہ وہ (اس کی نظیر لانے کے لئے) ایک دوسرے کے مددگار (ہی) کیوں نہ بن جائیں ۔

آپؑ نے تمام مذاہب کو دعوت دی کہ قرآن مجید کی حقیّت وصداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کے ثبوت میں جو دلائل آپؑ نے قرآنِ مجید سے نکال کر پیش کئے ہیں اگر کوئی غیر مسلم ان سے نِصف یا تیسرا حصّہ یا چوتھا حصّہ یا پانچواں حصّہ ہی اپنے مذہب کی صداقت کے ثبوت میں اپنی الہامی کتاب سے نکال کر دِکھادے یا اگر دلائل پیش کرنے سے عاجز ہو تو آپ کے دلائل کو نمبروار توڑ کر دِکھادے تو ایسے شخص کو بلا تامّل آپ اپنی دس ہزار روپے کی جائیداد حوالہ کر دیں گے ۔ مگر یہ شرط لازمی ہو گی کہ تین مسلّمہ ججوں کا ایک بورڈ یہ فیصلہ دے کہ جواب شرائط کے مطابق تحریر کیا گیا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا :-

”سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقّف نہ کریں ۔ افلاطون بن جاویں ۔ بیکن کا اَوتار دھاریں ۔ ارسطو کی نظر اور فکر لاویں ۔ اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں کہ جو ہمارا خُدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے آلہۃ باطلہ ۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم سرورق صفحہ ۲-۳-۴)

عِلم ومعرفت سے بھرپُور اِس عظیم الشان کتاب کا شائع ہونا تھا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ پُوری دُنیا میں ایک شور برپا ہو گیا ۔ اگر ایک طرف مایوس مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا تو دُوسری طرف انصاف پسندوں نے اس کی تعریف کی ۔ بعض لوگوں نے مقابلہ پر آنے کے دعوے کئے لیکن وہ بجائے اپنی مسلّمہ مذہبی کتاب سے خوبیاں بیان کرنے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب پر حاسدانہ نظر سے نکتہ چینی کرنے لگے ۔

اِس کتاب کے ذریعہ اور ایسی ہی اپنی دیگر کتب کے ذریعہ اور پھر آپؑ کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے اپنی مایۂ ناز تفسیر ”تفسیرِ کبیر“ کے ذریعہ قرآنِ مجید کی ایسی عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے کہ چودہ سو سال میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے ۔

پس حقیقت تو یہ ہے کہ ہفتۂ قرآنِ مجید منانے کا حقیقی حق بھی صرف اور صرف اس خادمِ قرآن جماعت کو حاصل ہے ۔ لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کے اِس پیش کردہ خزانہ کا کس قدر احترام کیا ہے اور تلاوتِ قرآن اور عملِ قرآن کے ذریعہ کتنا اپنی زندگیوں کو سنوارا ہے ۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق ؎

دِل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھُوموں کعبہ مرا یہی ہے

(منیر احمد خادم)

جَوَامِعُ الْکَلِم

عظمتِ قرآن بزبان حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری)

ترجمہ:- تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن پڑھتا ہے اور (دوسروں کو) پڑھاتا ہے۔

(۲)

لَاحَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:- دو قسم کے لوگوں پر رشک جائز ہے۔ ایک وہ کہ اللہ نے اُسے قرآن دیا اور وہ رات کو اس کے ذریعہ قیام کرتا ہے اور دن کو بھی۔ دوسرا وہ شخص کہ اللہ نے اس کو مال دیا وہ اس میں سے دن رات (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتا ہے۔

(۳)

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ۔ (مسلم)

ترجمہ:- جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے وہ دجّال کے شر سے بچایا جائے گا۔

(۴)

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔ (مسلم)

ترجمہ:- اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ جس گھر میں سُورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔

(۵)

اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔ (ترمذی)

ترجمہ:- جس کے سینہ میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ (سینہ) ویران گھر کی طرح ہے۔

(۶)

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔ (ترمذی)

ترجمہ:- جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے اس کے عوض نیکی ہے۔ اور نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ مَیں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

(۷)

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ (مسلم)

ترجمہ:- قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن کریم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔

(۸)

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔ (ترمذی)

ترجمہ:- صاحبِ قرآن سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرو۔ اور جنّت کے بلند تر درجات کی طرف بڑھتے چلو۔ اور اسی طرح ترتیل سے پڑھو جس طرح تم دُنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ تیری منزل وہ ہے جہاں تو (اپنی حفظ کردہ) آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔

⁂

قرآنِ مجید کی اعلیٰ و ارفع شان

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُرمعارف تحریرات کی روشنی میں

(۱)

قرآنِ کریم دُوسری سب کتابوں سے افضل ہے

"بے شک باعتبار نفس الہام کی سب کتابیں مساوی ہیں۔ مگر باعتبار زیادتِ بیان اور مکملات دین کے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ پس اِس جہت سے قرآن شریف کو سب کتابوں پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ جس قدر قرآن شریف میں اُمورِ تکمیلِ دین کے جیسے مسائلِ توحید اور ممانعتِ انواع و اقسامِ شرک اور معالجاتِ امراضِ رُوحانی اور دلائلِ ابطالِ مذاہبِ باطلہ اور براہینِ اثباتِ عقائدِ حقّہ وغیرہ بکمال شدّ ومد بیان فرمائے گئے ہیں۔ وہ دُوسری کتابوں میں درج نہیں۔" (براہین احمدیہ حصّہ دوئم صفحہ ۸۶ حاشیہ)

(۲)

قرآنِ کریم بے مثل کلامِ الٰہی ہے

"گو کسی بَشر کا کلام کیسا ہی صاف اور شُستہ ہو مگر اس کی نسبت یہ لکھنا جائز نہیں ہو سکتا کہ فی الواقعہ تالیف اس کی انسانی طاقتوں سے باہر ہے۔ اور مؤلّف نے ایک خدائی کا کام کیا ہے۔ بلکہ جس کو ذرا بھی عقل ہے وہ خُوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قُوٰی بشریّہ نے بنایا ہے اُس کا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں۔ ورنہ کوئی بَشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہوسکتا۔ جب تم نے ایک کلام کو بَشر کی کلام کہا تو اِس ضِمن میں تم نے آپ ہی قبول کر لیا کہ بَشری طاقتیں اِس کلام کو بنا سکتی ہیں۔ اور جس صُورت میں بَشری طاقتیں اس کو بنا سکتی ہیں تو پھر وہ بے نظیر کاہے کی ہوئی۔ پس یہ خیال تو سراسر سودائیوں اور مخبط الحواسوں کا سا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے مُنہ سے قُوٰی بَشریّہ کی بنائی ہوئی مان لیں اور پھر آپ ہی بڑبڑائیں کہ اب قُوٰی بَشریّہ اِس چیز کی مثل بنانے سے قاصِر اور عاجز ہیں۔ اور اِس مجنونانہ قول کا خلاصہ یہ ہوگا کہ قُوٰی بشریّہ ایک چیز کے بنانے پر قادر ہیں اور نہیں۔ اور علاوہ اس کے آج تک کسی انسان نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میرے کلمات اور مصنُوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بے مثل و مانند ہیں۔ اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعویٰ کرتا ہے تو ہزاروں اس سے بہتر تالیف کرنے والے اور اس کے مُنہ میں ذلّت کی خاک بھرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ خدا ہی کی شان ہے کہ سارے جہان کو اپنی کلام کی مثل پیش کرنے سے عاجز اور قاصِر ٹھہراوے۔ اور اور سخت سخت لفظوں، بے ایمان اور ملعون اور جہنمی کہنے سے بلکہ نہ بنانے والوں کے لئے بحالتِ انکار سزائے موت مقرر کرنے سے خود بار بار اِس بات کی طرف جوش دلاوے کہ وہ نظیر بنانے میں کوئی دقیقہ سعی اور کوشش اور اتفاقِ باہمی کا اُٹھا نہ رکھیں۔ اور اپنی جان بچانے کے لئے جان لڑا کر مقابلہ کریں۔ ورنہ اگر یونہی بِلا پیش کرنے نظیر کے اِنکار کرتے رہیں تو اپنے گھر کو غارت اور اپنی عورتوں کو کنیزکیں اور اپنے آپ کو مقتول سمجھیں۔ کیا ایسا دعویٰ اور پھر اِس زور شور کا کبھی انسان نے بھی کیا؟ ہرگز نہیں۔ پس جس حالت میں کسی بَشر نے اپنے کلام کے بے مثل ہونے میں دَم بھی نہ مارا اور نہ اپنے قُوٰی کو قُوٰی بشریّہ سے کچھ زیادہ خیال کیا بلکہ صدہا نامی گرامی شاعروں لڑ کر مرنا اختیار کیا مگر قرآن شریف جیسا کوئی کلام بقدر ایک سُورۃ کے بھی نہ بنا سکے تو پھر خواہ نخواہ ان بے چاروں کی کلامِ خام کو بے نظیر

ٹھہرانا اور صفت کاملہ خاصہ الٰہیہ میں انہیں شریک کرنا پرلے درجہ کی نادانی و کوری ہے۔ کیونکہ جو شخص اس قدر دلائلِ واضحہ سے خدا اور انسان کے کاموں میں صریح فرق دیکھے اور پھر وہ نہ دیکھے وہ اندھا اور نادان ہی ہُوا اور کیا ہُوا۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۵۹-۱۶۰)

" قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلیٰ درجہ کی اور مسلّم ہے کہ انصاف پسند دُشمنوں کو بھی ماننا پڑا ہے۔ قرآن شریف نے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ کا دعویٰ کیا لیکن آج تک کسی سے ممکن نہیں ہُوا کہ اس کی مثال لاسکے۔ عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمعے کرتے اور اُن میں اپنے قصائد سُناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلہ میں عاجز ہوگئے۔

اور پھر قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی نہیں ہے کہ اس میں صرف الفاظ کا تتبّع کیا جاوے اور معانی اور مطالب کی پرواہ نہ کی جاوے بلکہ جیسا اعلیٰ درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہیں اسی طرح پر حقائق اور معارف کو ان میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ رعایت انسان کا کام نہیں کہ وہ حقائق و معارف کو بیان کرے اور فصاحت و بلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔"

(الحکم ۱۰ رمئی ۱۹۰۳ء)

---

(۳)

اس کی ہدایتیں نُور علیٰ نور ہیں

لَمَّا اَرَى الْفُرْقَانُ مِبْسَمَهُ تَرَدّٰى مَنْ طَغٰى
مَنْ كَانَ نَابِغَ وَقْتِهٖ جَاءَ الْمَوَاطِنَ اَلْثَغَا

جب قرآن کریم نے اپنی شکل دکھائی تو ہر ایک حد سے گزرنے والا نیچے گر گیا اور جو اپنے وقت کا خوش بیان اور فصیح تھا وہ کُند زبان ہوکر میدان میں آیا

وَ اِذَا اَرٰى وَجْهًا بِاَنْوَارِ الْجَمَالِ مُصَبَّغًا
فَرَاَى الْمُعَارِضُ اَنَّهٗ اَلْغَى الْفَصَاحَةَ اَوْ لَغَا

اور جب قرآنِ کریم نے ایسا چہرہ دکھایا جو انوارِ جمال سے رنگین تھا تو معارض نے سمجھ لیا کہ وہ قرآنِ کریم کے مقابلہ میں فصاحت سے دُور ہے اور لغو بک رہا ہے

مَنْ كَانَ ذَا عَيْنِ النُّهٰى فَاِلٰى مَحَاسِنِهٖ صَغٰى
اِلَّا الَّذِیْ مِنْ جَهْلِهٖ اَبْغَى الضَّلَالَةَ اَوْ بَغٰى

جو شخص عقلمند تھا وہ تو قرآنِ کریم کے محاسن کی طرف مائل ہوگیا مگر جو جہالت کی وجہ سے باقی رہا وہ گمراہی کا مددگار بن گیا اور اُس نے ظلم اختیار کیا

مَا غَادَرَ الْقُرْاٰنُ فِی الْمَيْدَانِ شَابًّا بُزَّغًا
قَتَلَ الْعِدَا رُعْبًا وَ اِنْ بَارَ الْعَدُوُّ مُسَبَّغًا

قرآنِ کریم نے میدان میں کسی بھرپور جوان کو نہ چھوڑا اُس نے دُشمنوں کو اپنے رُعب سے قتل کیا اگرچہ دُشمن زرہ پہن کر آیا

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ هُدًى يَوْمًا فَيَوْمًا فِى الثَّغَا
مَنْ كَانَ مُنْكِرَ نُوْرِهٖ قَدْ جِئْتُهٗ مُتَفَرِّغَا

اس کی ہدایتیں نورٌ علیٰ نورٌ ہیں۔ اور وہ نورُ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور جو شخص اس کے نورُ کا مُنکر ہے مَیں اُس کے لئے فارغ ہوکر آیا ہوں

فِيْهَا الْعُلُوْمُ جَمِيْعُهَا وَحَلِيْبُهَا لِمَنِ ارْتَغَا
فِيْهَا الْمَعَارِفُ كُلُّهَا وَقَلِيْبُهَا بَلْ اَبْلَغَا

اس میں تمام علوم ہیں اور اس میں اُس شخص کے لئے علوم کا دُودھ ہے جو اُوپر کا حصہ کھا رہا ہے۔ اس میں تمام معارف ہیں اور ان کا کنواں زیادہ گہرا ہے

(نُور الحق حصہ اوّل صفحہ ۱۲۴)

○

(۴)

قرآنِ مجید علم اور دین کا سُورج ہے

ہست فُرقاں آفتابِ عِلم و دیں
تا برندت از گمُاں سُوئے یقیں

قرآنِ مجید عِلم اور دین کا سُورج ہے تاکہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے

ہست فُرقاں از خدا حبل المتیں
تا کشندت سُوئے ربّ العالمیں

قرآن خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسّی ہے تاکہ تجھے ربّ العالمین کی طرف کھینچ کرلے جائے

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا
تا دہندت روشنیٔ دیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دِن ہے تاکہ تجھے آنکھوں کی روشنی دے

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال
تا رسی در حضرتِ قُدس و جلال

خُدا نے اِس بے نظیر کلام کو اِس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اُس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے۔

داروئے شکر است الہامِ خُدا
کاں نماید قُدرتِ تامِ خُدا

خُدا تعالیٰ کا الہام شک کی دَوا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامِل قدرت کو ظاہر کرتا ہے

ہر کہ رُوئے خود ز فرقاں در کشید
جانِ اُو رُوئے یقیں ہرگز ندید

جس نے قرآن سے رُو گردانی اختیار کی اُس نے یقین کا مُنہ ہرگز نہیں دیکھا

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۵۴)

(۵)

شُکرِ خُدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں

شُکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھِلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دِلبر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں ان کی قابیں خوانِ ہُدیٰ یہی ہے

اُس نے خُدا مِلایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دِن چڑھا یہی ہے

اُس نے نشاں دِکھائے طالب سبھی بُلائے
سوتے ہُوئے جگائے بس حق نُما یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دُنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حُسنِ یوسف دِلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دِلبری میں سب سے سِوا یہی ہے

یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اَے میرے یارِ جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دُنیا اِک اژدھا یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھُوموں کعبہ مرا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۵۵)

تفسیرِ کبیر سے ایک اقتباس

جو شخص قرآنی معارف لُٹاتا ہے وہ بالفاظِ دیگر خیر تقسیم کرتا ہے!

میرا دعویٰ ہے کہ خواہ کوئی کتنا بڑا عالم ہو اگر قرآن کریم کے خلاف میرے سامنے اعتراض کریگا تو اُسے ضرور شکست کھانی پڑیگی

از سیّدنا حضرت اقدس میرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہٗ آیتِ قرآنی اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مُبارکہ میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے رُوحانی عظیم الشان بیٹے کے عطا کئے جانے کی خوشخبری دی ہے جو کثیر العطاء والخیر ہو گا۔ اور وہ آنے والا نہ صرف آپ کا غلام بلکہ اپنے اندر آپؐ کی رُوحانی صفات کا عکس لئے ہوئے آپ کا رُوحانی فرزند بھی ہوگا اسی لئے اللہ نے فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ہم تجھے غلام احمد (یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام) بخشتے ہیں لہذا اسلامی تعلیم کے مطابق تُو دُعائیں کر اور قربانیاں دے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں :-

(۲) دوسری دلیل ان معنوں کی تائید میں یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وُہ دُعا جو سورۃ بقرہ میں آئی ہے اور جس کا یہ جواب ہے۔ وہ یہ تھی کہ اَے اللہ تُو اسمٰعیل (علیہ السلام) کی اَولاد میں سے ایک ایسا انسان پیدا کر جو یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ کا مصداق ہو۔ یہ دُعا جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق کی گئی تھی درحقیقت اُس دُعا کے مقابل میں تھی جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دوسرے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے متعلق کی تھی اور جس کا بائبل میں ذکر آتا ہے۔ اِس دُعا کے طفیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں موسوی سلسلہ چلا جس کی پہلی کڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اور آخری کڑی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اب ضروری تھا کہ حضرت اسحٰق اور حضرت اسمٰعیل کا توازن قائم رکھنے کے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اَولاد میں بھی کوئی ایسا انسان ہوتا جو حضرت موسیٰ کا جواب ہوتا۔ اور کوئی ایسا انسان ہوتا جو حضرت عیسیٰؑ کا جواب ہوتا۔ بلکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور ان سے کئے گئے وعدوں کی بڑی شان کو دیکھتے ہوئے دونوں اسمٰعیلی موعود اپنے مثیلوں سے بڑھ کر ہوتے۔ چنانچہ اِسی امر کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کے خاندان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے مگر شان میں اُن سے بڑھ کر۔ اور پھر آپ کے ذریعہ سے ایک اور مامور کی خبر دلوائی جو مسیح کا نام پانے والا تھا جس طرح کہ قرآن کریم میں محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السّلام کا نام دیا گیا تھا۔ اور آپؐ نے اس موعود کے بارہ میں یہاں تک فرمایا کہ کَیۡفَ تَهۡلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِیۡ اَوَّلِهَا وَالۡمَسِیۡحُ اٰخِرُهَا (ابن ماجہ) کہ وہ اُمّت ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شرُوع میں مَیں ہوں اور جس کے آخر میں مسیح ہوگا۔ گویا وہی چیز جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں موسوی سلسلہ کو دی گئی تھی وہ آپ کو بھی ملی۔ اور بنو اسمٰعیل اور بنو اسحٰق کے دو سلسلوں میں کامل مشابہت بھی پیدا ہو گئی۔ اور بنو اسمٰعیل کو فضیلت بھی حاصل ہو گئی۔ غرض حضرت اسحاق علیہ السلام کی اَولاد کے بارہ میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تھی اُس کے نتیجہ میں موسوی سلسلہ چلا جس کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رکھی اور خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہُوا۔ اِسی طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اَولاد کے بارہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دُعا کی تھی اُس کے نتیجہ میں محمدی سلسلہ چلا۔ جس کی بنیاد محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔ اور آخری زمانہ میں مسیح ثانی یا مسیح موعود کی بعثت کی خبر دی گئی تا مماثلت مکمل ہو جائے۔ پس اِس آیت میں ایک سخی اور بہت بڑی خیر کے مالک غلام یا فرزند روحانی کے دینے کی جو خبر دی گئی ہے اس سے مراد یہی ہے کہ محمدی سلسلہ کی مشابہت موسوی سلسلہ سے ثابت کرنے کے لئے یہ آخری کڑی زنجیر کی بھی ضرور مکمل ہو کر رہے گی۔ بلکہ موسوی سلسلہ کے نقشِ آخر سے محمدی سلسلہ کا نقشِ آخر زیادہ نمایاں، زیادہ شاندار اور زیادہ موجبِ مسرت وخوشی اور نیک انجام ہوگا۔

تیسری دلیل اِن معنوں کی تائید میں یہ ہے کہ اس آیت میں ایک مُعطاء یعنی بہت بڑے صدقہ دینے والے اور سخاوت کرنے والے وجود کی پیشگوئی ہے۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بھی ایک ایسے ہی شخص کی خبر دی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ شخص اور اس آیت میں بیان کردہ شخص ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ پیشگوئی کی علامات اگر مشترک ہوں تو مشارٌ الیہ بھی ایک ہی شخص ہو سکتا ہے۔ جبکہ دونوں پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ اور اور ایک ہی زمانہ کے متعلق ہوں۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر کے الفاظ یہ ہیں:- وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِهٖ لَیُوۡشِکَنَّ اَنۡ یَّنۡزِلَ فِیۡکُمُ ابۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَیَضَعُ الۡجِزۡیَةَ وَیُفِیۡضُ الۡمَالَ حَتّٰی لَا یَقۡبَلَهٗ اَحَدٌ (بخاری) حدیث کے اِن الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح کے بارہ میں خبر دیتے ہیں کہ وہ اموال لُٹائے گا۔ اِن الفاظ کو اور کوثر کے معنوں کو آمنے سامنے رکھو تو دونوں الفاظ بالکل ہم معنے ہیں۔ 'مال لُٹانے والا' اور 'بے انتہا صدقہ وخیرات کرنے والا' دونوں الفاظ صاف طور پر ایک ہی وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور چونکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں اُس شخص کی تعیین بھی کر دی گئی ہے۔ اس تعیین کو ہم سورۂ کوثر کی پیشگوئی پر چسپاں کرنے پر مجبور ہیں۔ اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعیین کے مطابق 'کوثر' کی خبر کا مصداق مسیح موعود کو قرار دینے میں نہ صرف حق بجانب ہیں بلکہ اس کے سِوا ہمارے لئے اَور کوئی چارہ ہی نہیں۔ کیونکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی مہبطِ وحیِ قرآن ہیں۔ اور آپ سب سے اوّل حقدار ہیں کہ قرآنِ کریم کے معنے کریں۔ پس جب آپ نے اُمّتِ اسلامیہ میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مسیح کو اموال لُٹانے والا وجود قرار دیا ہے تو سورۂ کوثر میں کوثر کے لفظ سے جس بہت سخاوت کرنے والے رُوحانی فرزند کی خبر دی گئی ہے اُس سے بھی مسیحِ محمدی ہی مراد لیا جائے گا۔

شاید اِس جگہ کوئی سوال کرے کہ کیا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اَموال دے اور کوئی قبُول نہ کرے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی پیشگوئی میں تو صرف کوثر کا لفظ ہے یعنی بڑا سخی۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اِس کے ساتھ یہ بات زائد فرمائی ہے کہ وہ سخی مال لُٹائے گا مگر لوگ اُسے قبول نہ کریں گے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی پیشگوئی سے بعض لوگوں نے غلط معنے لینے تھے۔ (نادانوں نے نہ کہ عقلمندوں نے) اِس لئے ایسے کوتہ اندیشوں کے سمجھانے کے لئے رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہ تشریح زائد کر دی تا سُورۂ کوثر کی پیشگوئی کو اِس تشریح کے ساتھ مِلا کر لوگ ٹھوکر سے بچ جائیں۔ اور وہ اِس طرح کہ جن خزانوں کو لوگ ردّ کرتے ہیں وہ رُوحانی خزانے ہوتے ہیں مادّی نہیں۔ پس اَموال کے ردّ کرنے کے الفاظ نے سُورۂ کوثر کی تشریح کی ہے کہ اِس میں جس بڑے سخی کی خبر دی گئی ہے وہ سونے چاندی سکے نہیں تقسیم کرے گا جن کو لینے سے لوگ عام طور پر انکار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ رُوحانی خزانے تقسیم کرے گا جن کے قبول کرنے سے اکثر لوگ انکار کیا کرتے ہیں۔ روحانی علوم اور معارف کو خزانوں یا اموال سے مشابہت دینا قدیم سُنّت الہامی کُتب کی ہے۔ اور انبیاء کا محاورہ ہے۔ چنانچہ اِنجیل

میں آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس اُن کے دُشمن آئے اور کہا کہ روم کا بادشاہ اُن سے خراج طلب کرتا ہے وہ اُسے دیں یا نہ دیں؟ اس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا کہ وہ کیا چیز طلب کرتا ہے وہ مجھے دِکھاؤ۔ انہوں نے رومی سِکہ دکھایا جس پر رومی قیصر کی تصویر تھی۔ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ یہ تو مال ہی اُس کا ہے جو اُس کا مال ہے وہ اُسے دو اور جو خدا کا مال ہے وہ اُسے دو۔ اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ رُوحانیت اور رُوحانی علوم کو اموال اور خزانہ سے تشبیہہ دیتے تھے اور رُوحانیت کا مالیہ اپنی قوم سے طلب کرتے تھے۔ مگر ان کی تمثیلی زبان کی وجہ سے اُن کے مخالف یہ سمجھتے تھے کہ یہ سرکاری ٹیکس خود طلب کرتا ہے اور حکومت کا مخالف ہے۔ اور اِس بات کو پُختہ کرنے اور حکومت کا مُجرم ثابت کرنے کے لئے وہ اُن کے پاس گئے اور اِس رنگ میں سوال کیا کہ مالیہ ہم رومی حکومت کو دیں یا آپ کو دیں۔ حضرت مسیحؑ اُن کی شرارت کو سمجھ گئے اور انہوں نے اپنے مالیہ کی تشریح اِس طرح کردی کہ سِکہ پر تو رومی قیصر کی تصویر ہے یہ تو ہے ہی اُسی کا حق۔ مَیں اِس سِکّہ کا مطالبہ کس طرح کرسکتا ہوں۔ مَیں تو وہ مال طلب کرتا ہوں جس پر آسمانی حکومت کی مُہر ہے۔ یعنی مَیں تو رُوحانی قربانیوں اور عرفان کا مطالبہ کرتا ہوں۔

اِس تمام واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام عام طور پر اموال اور سِکّوں کا لفظ رُوحانی معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ اور یہ ایک بلیغ اور فصیح کلام کی شان ہے کہ جب اُس نے مسیح علیہ السلام کے ایک بروز اور مثیل کی خبر دی تو اُس نے اُس کی خبر دیتے وقت اُسی زبان کو استعمال کیا جسے مسیحؑ ناصری خود استعمال کیا کرتے تھے۔ قرآنِ کریم میں بھی خزانہ کا لفظ ظاہری دولت کے سوا دُوسری اشیاء کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (ع ۹) اِس آیت سے پہلے مذہبی اُمور کا ذکر ہے۔ اور کلامِ الٰہی کے نزول اور بعثتِ انبیاء پر بحث کی گئی ہے۔ پس اموال و خزائن میں اوّل نمبر پر کلامِ الٰہی اور روحانی علوم مراد ہیں۔ اِسی طرح سورۂ طُور میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتا ہے اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ (ع ۲) یعنی اپنے انعامات اور رُوحانی کمالات اور اسرارِ رُوحانیہ کا بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اُن کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن اموال کے ذخیرے اپنے ہاتھ میں رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کو نہیں دیئے ہوئے۔ پس یہ کون ہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس مقام پر فائز ہونے پر معترض ہیں۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کے رُوحانی خزانوں پر قابض ہیں کہ جس کو یہ چاہیں وہ خزانے دیں گے، دوسروں کو نہ مِل سکیں گے۔

اُوپر کے حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ کُتبِ سماویہ اور محاورۂ انبیاء میں علوم روحانیہ کو اموال یا خزانہ کہا جاتا ہے۔ اور درحقیقت خزانہ تو ہے ہی وہی۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا ہے تم روٹی سے زندہ نہیں رہتے جو کھاتے ہو بلکہ تم کلامِ الٰہی سے زندہ رہتے ہو (متی باب ۴ آیت ۵)۔ پس کوثر کی پیشگوئی اور مسیحؑ کے خزانہ لُٹانے کے اصل معنے یہ ہیں کہ وہ آنے والا علوم و معارف کے خزانے لُٹائے گا۔ مگر لوگ جیسا کہ سب مامورین کے وقتوں میں ہوتا چلا آیا ہے اس کے بھیجے ہوئے خزانوں کو قبول کرنے سے انکار کریں گے۔

اُوپر کوثر کے ایک معنے اَلْخَيْرُ الْكَثِيْرُ کے بھی بتائے جا چکے ہیں اور خیر کا لفظ اسلام اور دین کے معنوں میں ہی آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام بھی ہے کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ۔ تمام قسم کی خیر اور بھلائی قرآنِ کریم میں ہی ہے۔ پس جو شخص قرآنی معارف لُٹاتا ہے وہ بالفاظِ دیگر خیر تقسیم کرتا ہے۔ اور یہی کام مسیح موعودؑ کا بتایا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ قرآنی دولت اِس قدر لُٹائی ہے کہ جس کا کوئی انتہاء نہیں۔ اِس دولت کا انکار غیروں نے تو کرنا ہی تھا خود مسلمانوں نے بھی بدقسمتی سے اس کو لینے سے انکار کر دیا۔ وہ لوگ جنہوں نے اِس دولت کو نہیں لیا وہ اس کی عظمت کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ ہم لوگ جنہوں نے اِس دولت کو قبول کیا ہے ہم جانتے ہیں کہ اِس کی کیا عظمت ہے اور یہ کتنی قیمتی اور بے مثال چیز ہے۔ ہم نے تو اِس دولت سے اِس قدر حصّہ پایا ہے کہ ہمارے گھر بھر گئے ہیں۔ مثلاً میرا اپنا وجود ہی ہے۔ دنیوی لحاظ سے مَیں پرائمری فیل ہوں۔ مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اُوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ پھر مڈل میں فیل ہُوا مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے پھر مجھے ترقی دے دی گئی۔ آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو میری ساری پڑھائی کی حقیقت کُھل گئی۔ اور مَیں صرف عربی اور اُردو میں پاس ہُوا۔ اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی۔ گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں۔ مگر آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہُوا کہ کِسی نے میرے سامنے قرآنِ کریم کے خلاف کوئی اعتراض کیا ہو اور پھر اُسے شرمندگی نہ ہوئی ہو۔ بلکہ اُسے ضرور شرمندہ ہونا پڑا ہے۔ اور اب بھی میرا دعویٰ ہے کہ خواہ کوئی کِتنا بڑا عالم ہو۔ وہ اگر قرآنِ کریم کے خلاف میرے سامنے کوئی اعتراض کرے گا تو اُسے ضرور شکست کھانی پڑے گی۔ اور وہ شرمندہ اور لاجواب ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ مَیں یوروپ بھی گیا ہوں، مَیں مصر بھی گیا ہوں، مَیں شام بھی گیا ہوں اور مَیں ہندوستان میں بھی مختلف علوم کے ماہرین سے مِلتا رہا ہوں مگر ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہُوا کہ مَیں نے عِلمی اور مذہبی میدان میں خدا تعالےٰ کے فضل سے فتح نہ پائی ہو۔ بلکہ جب بھی انہوں نے مجھ سے کوئی گفتگو کی ہے انہیں ہمیشہ میری فوقیت اور میرے دلائل کی مضبوطی کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔

(تفسیرِ کبیر تفسیر سُورۃ الکوثر)

قرآنِ کریم کی عظمت!

کلام سیّدنا حضرت المُصلح الموعود رضی اللہ عنہُ

گُناہ گاروں کے دردِ دل کی بس اِک قرآن ہی دَوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نُما ہے
ہر اِک مخالف کے زور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ
یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دِیں کا بدخواہ کانپتا ہے
تمام دُنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا
ہُوا ہے جِس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دِیا ہے
نِگاہ جن کی زمین پر تھی، نہ آسماں کی جنہیں خبر تھی
خُدا سے اُن کو بھی جا مِلایا دِکھائی ایسی رہِ ہُدیٰ ہے
بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو، اُنہیں یہ ہے یار سے مِلاتا
جوان کے واسطے یہ خضرِ رہ ہے تو پیر کے واسطے عَصا ہے
مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ، ہمیں یہی حُکمِ مُصطفےٰؐ ہے
یہ ایک دریائے معرفت ہے لگائے اس میں جو ایک غوطہ
تو اس کی نظروں میں ساری دُنیا فریب ہے جھُوٹ ہے دَغا ہے
مگر مُسلمانوں پر ہے حیرت جنہوں نے پائی ہے ایسی نعمت
دِلوں پہ چھائی ہے پھر بھی غفلت نہ یادِ عُقبیٰ ہے نے خُدا ہے
نہیں ہے کچھ دیں سے کام اُن کا یونہی مُسلمان ہے نام اُن کا
ہے سخت گندہ کلام اُن کا ہر ایک کام اُن کا فِتنہ زا ہے

اگر قرآنی علوم و معارف کا پھل حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مطہر بنیں

جو مطہر ہو کر اس کلام میں تفحص کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے بے انتہا معارف کے شیریں پھل عطا کرے گا

تفسیر کبیر بہت ہی عظیم الشان حقائق و معارف پر مشتمل ہے۔ !!!

اٹھارہویں فضل عمر تعلیم القرآن کلاس سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا خطاب فرمودہ ۱۷/جولائی ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر سال پہلے سے زیادہ بڑھ کر خوشیوں کی خبریں لے کر آتا ہے اور ہر سال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہی ایک ترقی پذیر جماعت ہے جس کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتا رہا ہے اور بڑھتا رہے گا۔ آپ نے تعلیم القرآن کلاس کی جو رپورٹ سنی ہے وہ خدا کے فضل سے بہت ہی خوشکن ہے اور جیسا کہ اعداد و شمار سے ظاہر ہے ہر لحاظ سے پہلے کی نسبت زیادہ محنت کے ساتھ جزئیات میں جا کر اور بڑی تفصیل کے ساتھ کوشش کی گئی ہے کہ ہمارے طلباء اور طالبات کو اس چند دن کے وقف کے دوران زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے اور یہاں سے وہ ایک نیا وجود لے کر واپس جائیں اور ایسی CASSETTES بھی ساتھ لے جا سکیں جن سے وہ اپنے علاقہ میں دیگر احباب کو بتائیں کہ وہ کیا سُن کر آئے ہیں اور کیا رُوحانی لذت انہوں نے حاصل کی اور تا اپنے حلقہ میں بھی چھوٹی سطح پر تربیتی کلاسز منعقد کر سکیں۔

پس یہ خوشی کی خبر ہے کہ ترقی کی طرف قدم بڑھ رہا ہے لیکن اس میں

ایک پہلو فکر کا

بھی ہے۔ قدم آگے بڑھنے میں سب سے زیادہ مستورات نے حصہ لیا ہے اور جہاں تک مردوں کی تعداد کا تعلق ہے وہ کم و بیش اتنے ہی ہیں جتنے گزشتہ سال تھے ان کے اعداد و شمار میں بہت ہی معمولی تبدیلی ہوئی ہے پس زیادہ تر اضافہ ہماری بہنوں اور خواتین کی جدوجہد اور خلوص کا نتیجہ ہے۔

گزشتہ سال میں نے توجہ دلائی تھی کہ ہماری مستورات خدا تعالیٰ کے فضل سے بیدار ہو کر آگے بڑھ رہی ہیں یہ بات مردوں کے لئے محلِ فکر ہے کہ مرد عورتوں کو نمایاں طور پر آگے نکلنے دیں یہ پہلو جماعت کے لئے تو بہرحال اطمینان بخش ہے کہ ہماری مستورات بیدار ہو رہی ہیں اور اُن میں غیر معمولی جذبہ خلوص اور ایمان نئی امنگیں لے کر اُٹھ رہا ہے اس لئے انہیں روکنے کا سوال نہیں، سوال تو یہ ہے کہ مرد جو خاموش ہو کر پیچھے رہ گئے ہیں کہیں وہ وقت نہ آئے کہ مردوں کو چوڑیاں بھی پہننی پڑ جائیں۔ اتنا حیرت انگیز فرق پیدا ہو گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ مستورات کی تعداد طلباء سے گزشتہ سال تو اڑھائی گنا زیادہ تھی اور اب ۲½ گنا ہو گئی ہے مستورات تو مبارکباد کی مستحق ہیں لیکن آپ لوگوں کے لئے بڑے فکر کی بات ہے اور قومی رجحان جو اس سے ظاہر ہو رہا ہے ممکن ہے کہ وہ بعض دفعہ ایک خطرناک کمزوری کی طرف اشارہ کر رہا ہو۔ مردوں میں دینی دلچسپی اگر عورتوں سے بڑھ کر نہیں تو کم از کم مستورات جتنی ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تربیت اور اخلاقی معیار قائم رکھنے کی ذمہ داریاں زیادہ تر مرد پر ڈالی ہیں کیونکہ اُسے قوام قرار دیا گیا ہے تو جن پر ذمہ داری ہو وہ پیچھے رہ جائیں یہ تو بہت ہی فکر کی بات ہے۔ اس لئے یہ جائزہ بھی لینا چاہیئے کہ مختلف اضلاع سے گذشتہ سال کتنی تعداد میں طلباء شریک ہوئے تھے۔ اور امسال کتنے طلباء شریک ہوئے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اضلاع سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ تعداد آئی ہو اور بعض اضلاع پہلے سے بہت پیچھے رہ گئے ہوں۔ لہذا مرکز سے بروقت انہیں اطلاع ہونا چاہیئے اور اُن کے اُمرائے ضلع، قائدین اضلاع اور زعماء انصار اللہ سے پوچھا جانا چاہیئے کہ آپ کا ضلع آپ کی آنکھوں کے سامنے پیچھے رہ رہا ہے اور آپ کو ہوش نہیں ہے۔ اور آئندہ کے لئے انہیں خاص طور پر متنبہ کرنا چاہیئے کہ جو بھی کمزوریاں ضلع میں پیدا ہوئی ہیں ان کو دور کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ جائزہ بھی جماعت وار لیں کہ کیوں نوجوان پیچھے رہ رہے ہیں۔ کون سی دلچسپیاں ایسی ہیں جن میں وہ مصروف ہیں گرمی کے اس موسم میں وہ پہاڑوں پر تو نہیں چلے گئے۔ جہاں تک میرا تاثر ہے ایک فیصدی بھی ایسا نہیں ہوگا جو پہاڑوں پر چلا گیا ہو۔ وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ مرکز میں آکر تربیتی کلاس میں حصہ لیں اور ایک نیا ولولہ ایک نئی روح لے کر واپس جائیں۔

پس جہاں تک خواتین کا تعلق ہے میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

ہماری مستورات کی بیداری مبارک

کرے آج نہیں تو کل اس کے بہت اچھے اثرات احمدیت پر ظاہر ہونگے۔ کیونکہ آج کی بچیاں مستقبل کی مائیں بننے والی ہیں اور جتنا زیادہ یہ بچیاں دین کی طرف توجہ کر رہی ہیں اتنا زیادہ ہمارا یقین بڑھتا ہی چلا جاتا ہے کہ احمدیت کی آئندہ نسلیں زیادہ بہتر ماحول میں تربیت پائیں گی۔ زیادہ بہتر گودوں میں پلیں گی اور آج کی نسل میں اگر کوئی کمزوری رہ گئی ہے۔ تو یہ خواتین انشاء اللہ اس کی تلافی اگلی نسلوں میں کر دیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس قوم کی مائیں اچھی ہو جائیں جس قوم کی ماؤں کی اعلیٰ تربیت کر دی جائے اس قوم کے مستقبل کے متعلق کسی خدشہ کا سوال باقی نہیں رہتا۔

جہاں تک قرآن کریم کے مطالعہ اور اس سے ذاتی استفادہ کا تعلق ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ ایسے مفسرین کی تفسیروں سے فائدہ اٹھائیں جو اہل اللہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے روحانی علم عطا فرمایا ہے اور ان کی آنکھ سے قرآن کو دیکھ کر اس سے محبت پیدا کریں۔ حقیقت یہی ہے کہ ہر مبتدی اور سالک کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم سے متعلق ابتدائی تصور صحیح کرنے کے لئے ان بزرگوں سے قرآن کریم پڑھے جن کی آنکھ کو اللہ تعالیٰ نے

نور بصیرت عطا فرمایا ہو اور جن کی خود تربیت فرمائی ہو۔ تاکہ کلام اللہ کا صحیح مرتبہ اور مقام ان پر ظاہر ہو۔ اور وہ اس سے متعلق اپنے نفس کی کجی کے نتیجہ میں کوئی غلط رائے قائم نہ کرلیں۔

قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، قرآن سے محبت رکھنے والے اور اس کے مطالعہ میں آگے بڑھنے کا شوق رکھنے والے کو سب سے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کی تفاسیر کی مدد سے کرے۔ لیکن اس کے باوجود ہر انسان کے لئے قرآن کریم سے ایک ذاتی تعلق اس حد تک پیدا ہونا ضروری ہے کہ وہ براہِ راست بھی قرآن کریم کے معارف کا پھل کھائے، ایسا پھل جو اس کے ہاتھ آگے بڑھانے کے نتیجہ میں اسے ملا ہو۔ ایسا پھل جو اس کے غور، تدبّر، فکر اور تعلق باللہ کے نتیجہ میں اسے حاصل ہوا ہو۔ جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو اس وقت تک انسان صحیح معنوں میں ان لوگوں میں شامل نہیں ہوسکتا جن کو خدا تعالیٰ کے حضور حاضری میں ایک دوام حاصل ہوجاتا ہے۔ اور جو اس کے ساتھ ایک عالم بقا میں رہنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر انسان کا

کلام الٰہی سے ذاتی تعلق

پیدا ہوجائے۔ اس سلسلہ میں کیا طریق ہے کون سے علوم کا مطالعہ کیا جائے جن کے نتیجہ میں ہم قرآن کریم کے معارف کو براہِ راست حاصل کرسکیں۔ جہاں تک علوم کے مطالعہ کا تعلق ہے وہ تو میں نے بتا دیا کہ اہل اللہ کی تفاسیر مثلاً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر یا آغازِ اسلام میں اُن بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفاسیر جنہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست تربیت کا فیض پہنچا۔ اور اُنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعائیں لیں اور آپؐ نے دُعائیں دیں کہ اے خدا ان کو فہم قرآن عطا فرما۔

پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی تفاسیر کا خاص مقام اور مرتبہ ہے۔ جہاں تک علم کا تعلق ہے یہی دو دروازے ہیں۔ پہلے دَور میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہؓ کی تفاسیر اہمیت رکھتی ہیں۔ اور دوسرے دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے تربیت یافتہ اصحاب کرام کی تفاسیر اہمیت کی حامل ہیں۔ قرآنی حقائق و معارف سمجھنے کے لئے صرف علم کافی نہیں ہے بلکہ کچھ اور بھی چاہیئے۔ وہ اور کیا ہے؟ اس کے متعلق قرآن کریم خود فرماتا ہے :-

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ آیت ۷۹)

یہ عجیب کتاب ہے کہ ظاہری طور پر تم اس کو ہاتھ لگا بھی لو تب بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں تم اسے مَس کرنے سے بہت دُور ہو۔ جب تک کہ تم خدا کی طرف سے پاک نہ کئے جاؤ۔ پس یہی ایک ارفع و اعلیٰ علم ہے جس کا پاکیزگی سے تعلق ہے۔ دُنیا میں کوئی ایسا علم نہیں جسے حاصل کرنے کے لئے

پاکیزگی کی تعلیم

دی گئی ہو۔ فزکس، کیمسٹری، نفسیات، اقتصادیات اور علم ادب کے علاوہ علوم کی اور بھی کئی شاخیں ہیں۔ لیکن کبھی آپ نے سکول یا کالجز میں یہ بات نہیں سُنی ہوگی کہ اگر تم فلاں علم میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو پاک ہوجاؤ۔ اگر کوئی اُستاد ایسا کہے تو آپ سارے ہنس پڑیں گے کہ پاگل ہوگئے ہو۔ علم حاصل کرنے کا پاکی سے کیا تعلق؟ پاکیزگی اپنی جگہ اور علم اپنی جگہ۔ ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اس آیت میں بظاہر یہ عجیب مضمون ہے اور کوئی ہنسی نہیں آتی بلکہ انسان بڑی سنجیدگی سے غور کرتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ پاکیزگی کا حکم دیا گیا ہے۔

اس مضمون پر اگر آپ غور کریں تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ دراصل ایک چیز بہرحال ہر علم میں قدرِ مشترک ہے اور وہ "سچائی" ہے۔ اس کے بغیر دنیا کا کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ جہاں تک علم کی جستجو کا تعلق ہے سچائی سے مراد یہ ہے کہ انسان دیانتداری کے ساتھ سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید کہنے کی جرأت رکھتا ہو۔ اپنی مرضی سے مشاہدات کو کسی خاص سمت میں ہانکنے کی کوشش نہ کرے بلکہ مشاہدات، واقعات اور حقائق اس کی جس طرف بھی راہنمائی کریں اس کی پیروی کرے۔ یہی وہ بنیادی سچائی ہے جو ہر علم کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ اس سچائی کے بغیر آج تک کبھی کسی سائنس یا علم کی کسی شاخ نے ترقی نہیں کی۔ اہل یورپ نے بھی جو ترقی کی ہے، اُن میں سے بڑے بڑے چوٹی کے سائنسدانوں کو یہ امتیازی شان حاصل رہی ہے کہ وہ بہت سچے تھے ان معنوں میں سچے کہ انہوں نے اپنے تصوّرات اور اپنی خواہشات کو تحقیقات پر اثر انداز نہیں ہونے دیا بلکہ اپنے آپ کو کلیّۃً خدا تعالیٰ کے تخلیق کردہ حقائقِ فطرت کے سپرد کردیا۔ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت (NATURE) کو جس طریق پر بھی پیدا فرمایا تھا انہوں نے بعینہٖ اس کی پیروی کی اور اپنی خواہشات کے مطابق فطرت (NATURE) کو مسخ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ وہ سچائی ہے جس کے نتیجہ میں تمام علوم حاصل ہوتے ہیں۔ اور جس کے بغیر کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جو محض سچائی سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اس کا ایک اپنا ارفع و اعلیٰ اور پاکیزہ مقام ہے۔ اور اس مقام تک پہنچنے کے لئے

فطرت کی پاکیزگی

ضروری امر ہے۔ اس کے لئے محض علم کافی نہیں۔ ورنہ ہر مقام پر خواہ انسان بظاہر کتنا ہی سچا ہو اُسے ٹھوکریں ہی ملیں گی۔ اور وہ قرآن کریم کے مفہوم کا تصور بھی نہیں کرسکے گا۔ یہ ایک پاک فضا اور ایک الگ دنیا ہے۔ اس دُنیا میں معارف کا پھل صرف انہیں حاصل ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق نصیب ہوتا ہے۔ اور جنہیں قرآنی علوم معارف سے ایک ذاتی تعلق پیدا ہوتا ہے اُن کی فطرت میں وہ پاکیزگی آجاتی ہے جو قرآن کے پاکیزہ کلام کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔

ہر فصل کے لئے ایک خاص موسم اور ماحول ہوتا ہے۔ اس ماحول سے الگ کرکے جب اس فصل کو اگانے کی کوشش کی جائے تو وہ پنپ نہیں سکتی۔ اگرچہ اس کی دیگر ساری ضروریات پوری کردی جائیں۔ لیکن جب تک وہ ماحول اور فضا جو اس کے پنپنے کے لئے ضروری ہے وہ مہیا نہ کی جائے اس وقت تک اسے پھل نہیں لگ سکتا۔

پس قرآن کریم کے فہم کے لئے نفس کی پاکیزگی اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس میں

ظاہری و باطنی پاکیزگی کا مضمون

بیان ہوا ہے۔ جب تک انسانی فطرت اور مزاج میں پاکیزگی داخل نہ ہو قرآن کریم کے علوم ہرگز سمجھ نہیں آسکتے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود اور دیگر انبیاء کا اس میں بکثرت ذکر ہے اور ہر مقام پر جہاں خدا کے ان ارفع بندوں کا ذکر ہے۔ وہاں ایسے امکانات موجود ہیں کہ ایک دُنیا دار گندی فطرت والا انسان جو بظاہر سچا ہی لگتا ہو لیکن پاک نہ ہو وہ انہی مضامین کے غلط معانی اخذ کرکے بالکل اور مضمون پیدا کردے۔ یا اپنے گندے مزاج کے مطابق سوچے اور اسی کے مطابق نتیجہ نکالے۔ اگرچہ بظاہر وہ سچا بھی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی موقعہ ہو جسے دو مختلف زاویوں سے جانچا جاسکتا ہو تو اس صورت میں گندا نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے اور پاکیزہ بھی۔ گندے لوگ گندے نتائج اور پاک فطرت رکھنے والے پاکیزہ نتائج اخذ کریں گے۔ تو اگر دنیا پاک لوگوں کی ہو تو گندے آدمی کا ہر نتیجہ غلط نکلے گا۔ اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ عجیب کتاب ہے۔ کہ بعض لوگوں کے لئے تقویٰ اور تزکیۂ نفس کا اور بعض کی بیماریاں بڑھانے کا موجب بن جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی پھوپھی زاد بہن سے نکاح کی اجازت دی جو حضرت زید کی منکوحہ تھیں اور فرمایا کہ جب زید طلاق دیں تو تجھے شادی کی اجازت ہے۔ اب یہ ایک واقعہ ہے۔ وہ لوگ جو پاک فطرت رکھتے ہی نہیں یا جو جانتے ہی نہیں کہ

نفس کی پاکیزگی

ہوتی کیا ہے ۔ جن کی ساری زندگی بدکرداریوں میں بسر ہوتی ہے ۔ وہ جب اس آیت کو پڑھتے ہیں تو لازماً گندا نتیجہ نکالتے ہیں ۔ اور غلط نتائج اخذ کرکے خود بھی ہلاک ہوتے ہیں اور دوسروں کو ہلاکت کا موجب بھی بن جاتے ہیں ۔ لیکن وہ لوگ جو اس پاک جہان سے واقف ہیں ۔ جو جانتے ہیں کہ اہل اللہ کا مزاج کیا ہے اور ان کے دل کی کیفیات کیا ہوتی ہیں ، اُن کی صحبت میں رہ کر انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور قسم کے لوگ ہیں ۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی کسی شک میں مبتلا نہیں ہوتے کہ اصل واقعہ کیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قلبی کیفیات کیا ہونگی ۔ تم نے کس طرح آپ کے مزاج کے خلاف آپ کو مجبور کیا ہے ، تو دیکھئے ایک ہی آیات سے کس قدر دو مختلف نتائج نکالے گئے ۔

فرائڈ ایک مشہور ماہر نفسیات

ہے جس نے علم نفسیات میں بعض نظریات پیش کئے ۔ اور خوابوں کی تعبیر میں اس نے بہت کام کیا ہے ۔ جہاں تک علوم کے دائرہ میں اس کی ذات کا تعلق ہے وہ ان معنوں میں سچا تھا کہ جو کچھ وہ دیکھتا وہی بیان کیا کرتا تھا ۔ اور جو نتیجہ اخذ کرتا وہ بھی درست بیان کرتا لیکن وہ ایک ایسا بدکردار اور ناپاک انسان تھا جس کے وجود میں پاکیزگی کو کوئی بھی دخل نہیں تھا ۔ اس لئے اس نے ہر موقع پر انبیاء پر حملے کئے ۔ گند اُچھالے اور ان کی نیتوں کی غلط غلط تعبیریں پیش کیں ۔ وہ خوابوں کی نہایت ہی گندی تعبیریں کرتا ہے ۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک مغلوب الشہوات شخص ہے جس کی زندگی میں سوائے شہوت کے وہ کوئی چیز ہی عمل پیرا نہیں ۔ اور جو بات بھی اُسے نظر آئے وہ اُس کی تعبیر کرتا چلا جاتا ہے ۔ ایسا شخص تو خوابوں کی حقیقت پہچاننے کا بھی اہل نہیں ہے ۔ بجا یہ کہ وہ قرآنی علوم میں دخل دے ۔ اور ان سے نتائج اخذ کرے ۔ یہی وجہ ہے اور آپ حیران ہونگے یہ جان کر کہ دُنیا کے بڑے بڑے چوٹی کے علماء جو مستشرق کہلاتے ہیں انہوں نے عربی کے مطالعہ اور قرآن کریم کے تفحّص میں بڑی محنتیں کیں اور اسی میں اپنی عمریں صرف کر دیں ۔ مگر انہوں نے ایسی لغو اور سطحی تفسیریں لکھی ہیں کہ انہیں پڑھ کر ایک تربیت یافتہ احمدی بچہ بھی ہنس پڑے گا کہ اس جاہل کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ اصل بات کیا ہے اور کیا نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیئے تھا ۔

یوں معلوم ہوتا ہے جیسے

ایک احمدی شعور کے سامنے

وہ لوگ PIGMY ہیں ۔ افریقن پگ می (PIGMY) اُن باشندوں کو کہتے ہیں جو قد کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر چھوٹے ہوں ۔ یہ باشندے آسٹریلیا اور سنٹرل افریقہ میں بھی پائے جاتے ہیں ۔ یعنی اتنے چھوٹے قد کے ہیں کہ آپ انہیں دیکھ کر حیران رہ جائیں ۔ تو ایک آدمی جو بہت ہی حقیر اور بے حیثیت دکھائی دے ، انگریزی میں اسے PIGMY کہتے ہیں ۔

پس احمدی شعور چونکہ مطہر ماحول کی پیداوار ہے اس لئے احمدی بچہ اور نوجوان بھی ان بظاہر بڑے بڑے مستشرقین کی طرف جب دیکھتا ہے اور اُن کی تفسیروں کا مطالعہ کرتا ہے تو انہیں ایسے دیکھتا ہے جیسے ایک بڑا قد آور انسان ایک PIGMY کو دیکھ رہا ہوتا ہے ۔ حالانکہ طالب علم کے لحاظ سے وہ ان سے بہت زیادہ ہیں ۔ یعنی دسویں کا ایک احمدی طالب علم جسے عربی بھی اچھی طرح نہ آتی ہو ، ایک ایف ۔ اے یا بی ۔ اے کا طالب علم یا مولوی فاضل بھی ہو اس کا

دُنیاوی اور ظاہری علم

ان مستشرقین کے مقابل پر جن کا میں ذکر کر رہا ہوں ، اُن میں سے بعض کے مقابل پر ایک طفل مکتب کے علم کی حیثیت رکھتا ہے ۔ بڑے بڑے علماء جنہوں نے بڑا تفحّص علمی کیا ہے اور اپنی ساری زندگیاں علم کی جستجو کے لئے وقف کی ہیں ۔ مگر جب وہ قرآنی علوم سے متعلق بات کرتے ہیں تو ان کی گفتگو بالکل لغو ۔ بے معنی اور غلط ہوتی ہے ۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور آپ کے اخلاق کا ذکر کرتے ہیں تو ان کا بیان محض جھوٹ اور کذب پر مشتمل ہوتا ہے ۔ اس لئے کہ وہ لوگ خود گندے ، دُنیا کی پیداوار اور دہریت کے ماحول میں پرورش پانے والے ہوتے ہیں ۔ وہ یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ خدا ہے اور اس نے کسی سچے انسان سے کلام کیا ہو ۔ شروع سے آخر تک مسلسل ان کی

نیتوں میں جھوٹ

شامل ہوتا ہے اور یہ بد فطرتی اور گندگی انہیں قرآنی علوم سے بالکل محروم کر دیتی ہے ۔ وہ ہر جگہ غلط نتیجہ نکالتے ہیں ۔ اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے ۔

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

کہ یہ کتاب بظاہر تو بڑے بڑے علماء کے ہاتھوں میں بھی آئے گی جو دُنیا میں بڑے مقام رکھتے ہونگے ۔ اور بظاہر کم علم لوگوں کے ہاتھوں میں بھی آئے گی جو دُنیا کی نظروں میں کوئی مقام نہیں رکھتے ۔ لیکن وہ ناپاک لوگ ہیں اور یہ مطہر بندے ہیں ۔ اور تم دیکھو گے کہ مطہر بندوں کو قرآنی معارف عطا کئے جائیں گے : اور دُنیا کے بڑے بڑے علماء ان معارف سے محروم رہ جائیں گے ۔

پس آج کے اس دور بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے لے کر آج تک جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں

تفسیر کبیر کا مقام

ایک حیرت انگیز مقام ہے ۔ جس زاویۂ نگاہ سے بھی آپ اسے دیکھیں ۔ کوئی دوسری تفسیر اس کے قریب تریب بھی آپ کو نظر نہیں آئے گی ۔ یہ تفسیر بہت ہی عظیم الشان اور بہت ہی حقائق و معارف پر مشتمل ہے ۔ اہل عرب میں سے جنہوں نے اس تفسیر کا مطالعہ کیا وہ یہ اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ اس کے مطالعہ سے انسانی فطرت پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے کہ جس شخص نے یہ تفسیر کی ہے وہ ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا ۔ وہ لازماً اہل اللہ ہے ۔ ظاہری تعلیم کیا تھی پانچویں بھی فیل چھٹی بھی فیل ساتویں بھی فیل آٹھویں بھی فیل نویں بھی فیل حتّٰی کہ دسویں بھی فیل ۔ ہر دفعہ ترقی دیئے گئے ۔ گویا یہ ہے آپ کا سارا تعلیمی کردار ۔ اور اس کے مقابل پر آپ میں سے اکثر وہ ہوں گے جنہوں نے دسویں میں بڑے اچھے نمبر لئے اور فسٹ ڈویژن حاصل کی ہے ۔ ایسے بھی یہاں ہیں جو آج بڑے چوٹی کے علماء ہیں جنہوں نے مولوی فاضل کیا تفحّص علمی کیا اور بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کیں ۔ یا ویسے ہی اُن کا علمی کیریئر بہت بڑا اور وسیع ہے ۔ لیکن جب وہ تفسیر کبیر کا مطالعہ کرتے ہیں تو زانوئے ادب تہہ کرتے ہوئے سامنے بیٹھ جاتے ہیں ۔ اور قدم قدم پر سمجھتے ہیں کہ یہ

ایک عظیم الشان مفسّر کا کلام

ہے جو کلام اللہ کے مزاج سے خوب اچھی طرح واقف ہے ۔ [illegible] وہ تو فرق ہے کہ

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔

جنہیں خدا پاک کرے اور اپنی طرف سے علم عطا کرے جن کی تہذیب اخلاق کرے جن کے مزاج کو اپنے فضل سے کلام اللہ کے مزاج کے مطابق کر دے وہی ہوتے ہیں جو تفسیر کرنے اور سمجھنے کے اہل ہیں ۔

پس آپ اس مثال سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں ؟ ظاہر ہے کہ (بقیہ صفحہ ۱۶ کالم ۲)

قرآن مجید کی صداقتیں

اور

جدید سائنسی تحقیقات سے انکی تصدیق

از محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب سابق صدر شعبہ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی و امیر جماعت آندھرا پردیش (تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۳ء)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○

(السبا آیت ۷)

یعنی : اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے اس چیز کو جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے حق جانتے ہیں اور یہ بھی حق جانتے ہیں (کہ وہ تعلیم) غالب اور حمد والے خدا کی طرف لے جاتی ہے

اس آیت کریمہ میں یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ علم رکھنے والے یہ دیکھیں گے کہ قرآن مجید کی باتیں حق ہیں بالکل سچی ہیں۔ قرآن مجید کی عظمت کا یہ ایک پہلو ہے کہ باوجود چودہ سو سال پرانی کتاب ہونے کے اس میں ایسی صداقتیں موجود ہیں جن کی جدید سائنس کی تحقیق تصدیق کرتی ہے۔ خاکسار کی اس تقریر میں ان صداقتوں کا بیان مقصود ہے وَ بِاللہِ التَّوْفِیق۔

قرآن مجید کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانا ہے وہ کوئی سائنس کی درسی کتاب (TEXT BOOK) نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے قرآن مجید حیرت انگیز سائنس کی مختلف صداقتوں کا ذکر فرماتا ہے جن کا مطالعہ ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ مقدس بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کرام ہمیں یہ سمجھاتے رہے ہیں کہ قرآن مجید اور سائنس دو متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ ان کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سائنس اللہ تعالیٰ کے فعل کا مطالعہ۔ اگر ہمیں دونوں میں کوئی تضاد نظر آئے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یا تو ہم قرآن مجید کے سمجھنے میں کوئی غلطی کر رہے ہیں یا سائنس کے سمجھنے میں کوئی غلطی کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

”قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہمارے نظر کے سامنے ہے یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو“۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۱۲)

اپنے مضمون کی اہمیت کے تعلق سے میں ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک گرانقدر ارشاد پیش کرتا ہوں جس میں حضور اقدس نے دینی و دنیوی علوم میں توازن اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

”آپ اپنے دینی علم کی دنیاوی علم کے ساتھ مطابقت پیدا کریں اور دنیاوی علم کو بالکل الگ دائروں میں ایسے رستوں پر نہ ڈال دیں کہ جن کا دینی علم کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہ ہو یہ دونوں سڑکیں ہیں جو ایک دوسرے کے متوازی چل رہی ہوں لیکن وہ سڑکیں جن میں کوئی چوراہا ایسا نہ مل سکتا ہو جہاں ایک دوسرے کے ساتھ ٹریفک کا تبادلہ ہو سکے وہ اس طرح مفید نہیں ہوا کرتیں جس طرح وہ سڑکیں مفید ہوتی ہیں جہاں بار بار آپس میں تعلقات کے لئے چوراہے بنائے جاتے ہیں۔ سڑکیں ایک دوسرے کے ساتھ ضم ہوتی ہیں اور ایک سڑک کی ٹریفک دوسری سڑک کی طرف منتقل ہو سکتی ہے پس ہیں تو یہ الگ الگ سڑکیں اس میں کوئی شک نہیں بظاہر الگ الگ ہیں مگر چوراہے ضروری ہیں اور قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو آپ کو بکثرت یہی نظر آئے گا دین کی گفتگو ہو رہی ہے تو اچانک خدا تعالیٰ ذہن کو قانون قدرت کے کسی PHNOMENA یعنی کسی جلوہ یا کسی اصول کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ قانون قدرت کی بات کرتا ہے تو اچانک ذہن کو دین کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور اس کثرت کے ساتھ دونوں میں چوراہے موجود ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ گویا ان کا ایک دوسرے کے ساتھ تانا بانا بنا ہوا ہے اس کثرت سے اور بار بار سڑکیں ملتی ہیں کہ علیحدگی کا گمان مٹ جاتا ہے۔

اس کا جو نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے ذہن میں کا نقشہ ہونا چاہئے یہ تو نہیں کہ قرآن کا کائنات کا کوئی اور نقشہ بنا رہا ہو اور ہم اپنا نقشہ کوئی اور بنا رہے ہوں اس لئے دینی علم اور دنیاوی علم کا انطباق کرنا بہت ضروری ہے۔ یعنی ذہنی CHANNELS کی بار بار اس طرح اصلاح کرنا کہ ہر بات خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ منطبق ہوتی چلی جائے یہ بہت اہم اور ضروری کام ہے“۔

(فرمودہ ۱۸ راکتوبر ۱۹۸۳ء
منقول از الفضل ۱۹/۳/۸۴)

قرآن مجید کے نزول کے وقت دنیا سخت جہالت کے دور میں سے گزر رہی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے غار حرا میں ہمارے پیارے مقدس آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر یہ وحی نازل فرمائی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

(سورۃ العلق آیات ۲ تا ۶)

یعنی : اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے سب اشیاء کو پیدا کیا جس نے انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ پڑھ اور تیرا رب [illegible] جس نے قلم کے ساتھ سکھایا ہے اور آئندہ بھی سکھائے گا اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

یہ سب سے پہلی وحی تھی جو ہمارے نہایت ہی پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اس طرح قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا کہ قرآن کریم کے ذریعہ ایسے علوم دنیا کو دئے جائیں گے جو ابھی کسی کو معلوم نہیں۔ نیز یہ کہ اب ایک علمی دور آئے گا جبکہ قلم کے ذریعہ علوم کی اشاعت ہوگی۔ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

”[illegible] قرآن کریم کے علوم کو قطعی اور یقینی اور غیر متبدل طور پر قلم کے ذریعہ سکھائے گا یعنی یہ قرآن لکھا جائے گا لکھ کر قائم کیا جائے گا اور اس کی تائیدیں لوگوں کی قلمیں چلا کریں گی“۔

(تفسیر کبیر سورۃ العلق صفحہ ۲۷۰)

قرآن کریم کے نزول کے وقت عرب بالکل جاہل تھے۔ قرآن مجید کی برکت سے انہوں نے دینی و دنیوی علوم سیکھے پھر ان کے ذریعہ سے سپین نے سیکھا اور مزید ترقی دی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کوشش کرتی ہے کہ اس کا علمی مقام پہلے سے بلند ہو جائے لیکن اس کے باوجود بیج اپنی حالت میں جو قیمت رکھتا ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے بیج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح علم خواہ کسقدر ترقی کر جائے سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہے گا اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جھکا رہے گا کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے یہ اعلان کیا کہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کہ اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علم سکھانے کا وقت آگیا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ ہوتی جہالت اور بربریت کا نظارہ پیش کرتی یہ قرآن کریم کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیا۔"

(تفسیر کبیر تفسیر سورۃ العلق)

ہمارے ملک کے سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی مشہور کتاب GLIMPSES OF WORLD HISTORY میں عرب سائنسدانوں کے لئے — FATHERS OF MODERN SCIENCE کے الفاظ استعمال کئے ہیں یعنی وہ موجودہ سائنس کے باپ ہیں عرب سائنسدانوں نے علم کو کیا ترقی دی یہ ایک علیحدہ مضمون ہے جو اس وقت میری تقریر کا موضوع نہیں ہے تاہم اس کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوا۔

زمین گھوم رہی ہے

جس وقت قرآن مجید ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر نازل ہو رہا تھا اس وقت کائناتِ عالم کے بارے میں مقبول نظریہ یہ تھا کہ زمین ساکن ہے اور کائنات کی مرکز ہے۔ اس مشاہدے کو سمجھنے کے لئے تارے طلوع ہوتے ہیں اور غروب ہوتے ہیں۔ یہ تصور کیا گیا کہ تمام تارے ایک وسیع گلوب میں جڑے ہوئے ہیں جو ۲۴ گھنٹوں میں اپنے محور کے گرد ایک چکر لگاتا ہے نیز یہ تصور تھا کہ زمین اور تاروں کے درمیان جو خلا ہے اس میں یہ سات اجرام گھومتے ہیں۔ سورج۔ چاند عطارد (MURCURY) زہرہ (VENUS) مریخ ( ) مشتری (JUPITER) زحل ( ) ہفتے کے سات دنوں کے نام انہیں اجرام پر رکھے گئے ہیں۔ مثلاً SUN سے SUNDAY آیا ہے۔ یہ نظریہ قرآن کریم کے نزول سے قبل صدیوں سے چلا آرہا تھا اور قرآن کریم کے نزول کے بعد بھی صدیوں تک قائم رہا۔ زمین کا ساکن ہونا ایک ناقابل تردید حقیقت سمجھی جاتی تھی۔ قرآن مجید نے یہ انقلابی علمی بات کہ زمین چل رہی ہے۔ زمین کے لئے عربی میں ارض کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ارض کے مصدری معنیٰ الدوار آتے ہیں یعنی چکر کھانا پس اوّل تو ارض کا لفظ ہی ظاہر کر رہا ہے کہ زمین متحرک ہے قرآن مجید میں سورۃ الملک میں زمین کی گردش کا ان واضح الفاظ میں ذکر موجود ہے فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

(سورۃ الملک آیت ۱۶)

اس آیت میں ذلول کا لفظ آیا ہے جس کے معنیٰ نرمی اور صفائی سے چلنے کے ہیں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو! وہ خدا تعالیٰ ہی ہے جس نے زمین کو بہت ہی نرمی اور صفائی سے حرکت کرنے والی بنایا ہے کہ تمہیں اس کی گردش محسوس ہی نہیں ہوتی سو تم بے شک اس کے اطراف میں چلو اور اس کے رزق سے کھاؤ اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نیز قرآن مجید فرماتا ہے:

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ

(النمل آیت ۸۹)

یعنی: اور تو پہاڑوں کو اس صورت میں دیکھتا ہے کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں یہ اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے وہ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر صغیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں زمین کے چلنے کا ذکر ہے۔ برخلاف پرانے جغرافیہ نویسوں کے جو زمین کو ساکن بتاتے ہیں۔

نیز سورہ یٰسٓ کے تیسرے رکوع میں زمین سورج اور چاند کا ذکر ہے اس کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں کہ

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ

یعنی یہ سب کے سب ایک مقررہ راستے پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں۔

قرآن مجید کے نزول کے صدیوں بعد ۱۵۴۳ء میں (CPERNICUS) نے یہ نظریہ پیش کیا کہ زمین کائنات کی مرکز نہیں ہے بلکہ سورج کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور مشتری زہرہ وغیرہ سیارے زمین کے گرد نہیں گھوم رہے بلکہ سورج کے گرد گھوم رہے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں جو سب سے بڑے علمی انقلابات ہوئے ہیں ان میں یہ انقلابی نظریہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے کے صدیوں بعد سولہویں صدی عیسوی میں بھی اس نظریہ کو قبول کرنا کہ زمین ساکن نہیں ہے لوگوں کے لئے مشکل تھا اور اسے دنیا میں مقبولیت حاصل ہونے کے لئے بہت وقت لگا۔

سورج چل رہا ہے

کوپرنیکس (COPERNICUS) کے بعد سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی سالوں تک کائناتِ عالم کے بارے میں مقبول نظریہ یہ رہا ہے کہ سورج کائنات کا مرکز رہا ہے اور سورج کے چلنے کے بارے میں ہمیں سائنس کی رو سے کچھ علم نہیں تھا لیکن قرآن مجید نے ہمیں یہ بتلایا کہ سورج چل رہا ہے جیسا کہ سورہ یٰسٓ کی آیت ہے:۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

یعنی: اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے اور یہ غالب (اور) علم والے (خدا) کا مقرر کردہ قانون ہے"۔

بیسویں صدی کی سائنس نے تصدیق کر دی کہ سورج چل رہا ہے اور اس کی تفصیل بتائی اگر قریبی تاروں کی نسبت سے دیکھا جائے تو جو سورج جا رہا ہے اس کو (SOLAR AJEX) کہتے ہیں علم ہیئت نے اس کی تعیین کر دی ہے۔ بیسویں صدی کے آنے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ ہمارا سورج ایک وسیع کہکشاں (GALEXY) کا ممبر ہے۔ ۱۹۱۷ء میں SHAPLEY نے یہ ثابت کیا کہ سورج مرکز کہکشاں سے بہت دور واقع ہے۔ ہمارے موجودہ علم کے مطابق سورج مرکز کہکشاں سے اتنا دور ہے کہ روشنی جو ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے (تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ) چلتی ہے اس کو یہ فاصلہ طے کرنے کے لئے کوئی تیس ہزار سال لگتے ہیں اور ہمارا سورج کوئی ڈھائی سو کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتے ہوئے مرکز کہکشاں کے اطراف ایک چکر کوئی بیس کروڑ سال میں لگاتا ہے پھر آگے ہماری کہکشاں بھی ... اپنے ساتھ لئے ہوئے چل رہی ہے

فرانسیسی مصنف Dr Maurice Bucaille نے ایک عمدہ کتاب بعنوان (THE BIBLE THE QURAN AND SCIENCE)[1] تصنیف کی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا کہ سورج اپنی ORBIT میں حرکت کر رہا ہے اور موجودہ فلکیات (MODERN OSTRONOMY) نے اس حرکت کا ثبوت دیا ہے اور اس کی تفصیل بتلائی ہے۔[1]

عالمگیر قانون کشش ثقل

[1] THE BIBLE THE QURAN AND SCIENCE BY MAURICE BUCAILLE (FIRST FRENCH EDITION MAY 1976 — CRESCENT PUBUSHING COMPANY 4-ABDUL QUADIR MARKET- JAIL ROAD, ALIGARH 202001, (INDIA)

اب ایک اور بہت عظیم الشان انقلابی علمی نظریہ کا ذکر کرتا ہوں سورہ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

السّمس والقمر بحسبان ○
وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَان ○
وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ
الْمِیْزَان ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِی
الْمِیْزَان ○

یعنی:- سورج اور چاند ایک مقررہ قاعدہ کے مطابق چل رہے ہیں اور جڑی بوٹیاں اور درخت بھی خدا کے آگے سرنگوں ہیں اور آسمان کو اس نے اونچا کیا ہے اور توازن کا اصول مقرر کر دیا ہے کہ عدل کے ترازو کو کبھی نہ جھکاؤ۔ (۵۵ : ۶-۹)

قرآن مجید کی آیات کے کئی بطن ہوتے ہیں اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَان کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جڑی بوٹیاں اور درخت خدا کے آگے سرنگوں ہیں لیکن چونکہ اس آیت سے پہلے سورج اور چاند کے حساب سے چلنے کا ذکر ہے اس لئے یَسْجُدَان کے دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جڑی بوٹیاں اور درخت بھی اسی قانون کی فرمانبرداری کرتے ہیں جس قانون کے تابع سورج اور چاند ہیں چنانچہ Sir Isaac Newton جو دنیا کے سب سے بڑے سائنسدان مانے جاتے ہیں ان کا عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ثابت کیا کہ وہ کشش ثقل (GRAVITY) جو سیب کو درخت سے گرا کر زمین پر لے آتی ہے یہ وہی کشش ثقل ہے جو چاند کو زمین کے گرد گھماتی ہے جس قانون کے ماتحت سیب زمین پر گرتا ہے اس قانون کے ماتحت اس میں قوت ثقل کے نتیجہ میں نظام شمسی میں چاند اور سورج اور سیارے گھوم رہے ہیں نیوٹن نے یہ فارمولا (FORMULA) دنیا کو دیا کہ

$$F = \frac{GM_1M_2}{R^2}$$

سورہ رعد میں آتا ہے:-

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ
بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

(الرعد آیت ۳)

یعنی یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر بلند کیا ہے جس کو تم نہیں دیکھ سکتے یعنی جن ستونوں پر وہ قائم ہیں وہ تمہیں نظر نہیں آتے۔

سورہ رحمٰن کی آیات میں والسماء رفعها فرما کر ایک نظام شمسی سے بالا نظام یعنی کہکشاں کا نظام بھی بتایا گیا ہے جس کے تابع نظام شمسی ہے جب ہم اس نظام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نظام شمسی کے قوانین اور GALEXY یعنی کہکشاں کے قوانین ایک ہی ہیں جس قوت کشش ثقل کی وجہ سے زمین اور دوسرے سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں اس قوت کشش ثقل کی وجہ سے سورج اور دوسرے تارے مرکز کہکشاں کے گرد گھومتے ہیں نیز جس طرح چاند اور سورج کی کشش زمین کے مختلف حصوں میں مختلف ہونے کی وجہ سے زمین کے سمندروں میں مدوجزر (TIDES) آتے ہیں اسی طرح جب دو کہکشائیں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں تو شدید موجی طاقتیں —

TIDEL FORCES

پیدا ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ان کی شدت کی وجہ سے دو کہکشائیں ایک دوسرے میں ضم ہو جاتی ہیں۔

سورۃ الرحمٰن میں تین نظاموں کا ذکر ہے۔ زمینی نظام۔ نظام شمسی اور اس سے بالا آسمانی نظام یعنی نظام کہکشاں اور ایک لطیف انداز میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تینوں نظام ایک عالمگیر قانون کے تابع ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف لطیف "سیر روحانی" میں فرمایا ہے:-

"خلاصہ یہ کہ اوپر کی آیات میں یہ قانون بتایا گیا ہے کہ نظام ارضی ایک وسیع نظام یعنی نظام شمسی کا ایک حصہ ہے اور یہ نہیں کہ سورج اس زمین کے گرد چکر کھاتا ہے اور اس کے تابع ہے جیسا کہ کچھ عرصہ قبل تک دنیا کا عام خیال تھا۔ دوسری بات یہ بتائی ہے کہ نظام شمسی ایک اور نظام کے تابع ہے جو اس سے بالا اور وسیع تر ہے یہ وہ نکتہ ہے جو قرآن کریم کے زمانہ تک دنیا کے کسی فلسفی یا مذہبی شخص نے بیان نہیں کیا تھا بلکہ وہ سب کے سب نظام شمسی ہی کو اہم ترین اور آخری نظام سمجھتے تھے مگر قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ نظام شمسی ایک اور نظام کے تابع ہے جو اس سے بالا اور وسیع تر ہے"۔

(سیر روحانی جلد اوّل صفحہ ۱۰۱-۱۰۲)

سورج اور چاند کا حساب سے تعلق

سورۃ الرحمٰن کی آیت الشمس والقمر بحسبان میں بتایا گیا ہے کہ سورج اور چاند کا حساب سے تعلق ہے نیز سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ
الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ
الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ
مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ
الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ

(یونس آیت ۶)

یعنی: وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی والا اور چاند کو نور دینے والا بنایا ہے اور ایک اندازہ کے مطابق اس کی منزلیں بنائی ہیں تاکہ تمہیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے حق و حکمت کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے وہ ان آیات کو علم والے لوگوں کے لئے تفصیل سے بیان کرتا ہے۔

چنانچہ سورج چاند سیاروں کی حرکتوں کے مطالعہ سے علم حساب نے بہت ترقی کی ہے چاند کی حرکتوں کا مطالعہ کافی پیچیدہ ہے چونکہ وہ نسبتاً بہت نزدیک ہے اس لئے اگر ہم حساب میں چھوٹی سی غلطی بھی کریں تو وہ آسانی سے مشاہدہ میں آجاتی ہے۔ نیوٹن نے اپنے ساتھی HALLEY کو کہا تھا کہ چاند کی حرکتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے سے میرے سر میں درد ہو جاتا ہے۔ بعد میں بڑے ماہر حساب دانوں (MATHEMETICIANS) نے چاند کی حرکتوں کو سمجھنے کے لئے اپنے دماغوں کو لگایا۔

الغرض نظام شمسی کے اجرام کی حرکتوں کے مطالعہ سے ہم نے حساب سیکھا جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا تھا اس مطالعہ سے —

CELESTIAL MECHENICS

کا علم وجود میں آیا۔ پھر —

CELESTIAL MECHENICS

میں سے METHEMATICAL BESSEL نکلی PHYSICS FURCTIONS جو علم حساب میں نہایت کارآمد ہے اور فزکس (طبعیات) اور انجینئرنگ میں استعمال ہوتے ہیں ان کو سائنسدان BESCEL نے علم ہیئت کے حسابوں کو آسان کرنے کے لئے ایجاد کیا تھا۔

موجودہ زمانہ میں COMPUTER کے ذریعہ باریک در باریک حساب کئے جا سکتے ہیں اور ایک لمبا عرصہ قبل اور ایک لمبے عرصے کے بعد اجرام سماوی کی پوزیشن معلوم کی جا سکتی ہے آج کے دور میں COMPUTERS بہت کارآمد ہیں۔ فلکیات کا مطالعہ کمپیوٹر کے علم میں ترقی کا محرک ہے۔

توازن

سورۃ الرحمٰن میں یہ عظیم الشان حقیقت بھی بیان ہوئی ہے کہ آسمانوں میں ایک میزان اور توازن قائم ہے اور اس کی کئی مثالیں موجودہ سائنس نے پیش کی ہیں مثلاً ہماری زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے ایک طرف سورج کی کشش اس کو سورج کی طرف کھینچتی ہے تو دوسری طرف اس کی بیضوی حرکت ELLIPTIC ORBIT کی وجہ سے جو قوت (CENTRIFUGAL FORCE) پیدا ہوتی ہے وہ اُسے سورج کے اندر گرنے نہیں دیتی اسی طرح اس سے بالا نظام یعنی کہکشاں کے عالم میں بھی اس قسم کا ایک توازن ہے اجرام سماوی کی حرکتوں کی وجہ سے جو توانائی پیدا ہوتی ہے جسے KIRETIC ENERGY کہتے ہیں اور مادے کے پھیلاؤ کی وجہ سے جو توانائی پیدا ہوتی ہے جسے POTENTIAL ENERGY کہتے ہیں ان دونوں میں ایک توازن پایا جاتا ہے اور اس توازن کے نتیجہ میں کہکشاں کی شکل قائم رہتی ہے اور اس توازن کی وجہ سے ہم حساب کر کے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ کس کہکشاں کے اندر کتنا مادہ ہے۔

(باقی)

*

قرآنی معلومات

بطرز

سوال و جواب

سوال :- اللہ تعالےٰ کے کتنے صفاتی نام قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں؟

جواب :- ۱۰۴ صفاتی نام مذکور ہیں۔ مثلاً اَلرَّحْمٰن۔ اَلرَّحِیْم اَلْحَیّ۔ اَلْقَیُّوْم۔ وغیرہ۔ (دیباچہ تفسیر القرآن ص۳۰۸)

سوال :- ہستی باری تعالےٰ کا ایک ثبوت قرآن کریم سے بیان کریں۔

جواب :- غلبۂ رسل۔ فرمایا کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ (مجادلہ آیت ۲۲) اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

سوال :- قرآن کریم کی کتنی سورتیں، آیات، رکوع اور الفاظ ہیں؟

جواب :- ۱۱۴ سورتیں، ۶۶۶۶ آیات، ۵۴۰ رکوع۔ الفاظ ۷۷۹۳۴ (نوٹ) آیات اور الفاظ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ بِسْمِ اللّٰہ کو ہر سورۃ کی آیت شمار کرتے ہیں اور بعض نہیں اسی طرح بعض کے نزدیک چند جملے ایک آیت ہوتے ہیں۔ جب کہ دوسروں کے نزدیک وہ پوری آیت نہیں ہوتے۔ ورنہ سب کے نزدیک بالاتفاق قرآن کریم بالکل وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

سوال :- قرآن کریم کے جمع و تدوین کے متعلق مختصراً بیان کریں؟

جواب :- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود الہام الٰہی کے ماتحت قرآن کریم کو جمع کیا اور وحی الٰہی کے مطابق ترتیب دے کر اور لکھوا کر محفوظ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جو کاتب وحی تھے اس لکھے ہوئے قرآن کی جز بندی کروا کر اسے ایک صحیفہ کی شکل میں محفوظ کیا۔ بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس صحیفہ الٰہی کی چند نقلیں کروا کر ایک ایک کاپی اسلامی ممالک میں بھجوائی۔ اور اس طرح قرآن کریم کو دنیا میں پھیلایا۔ آج قرآن کریم اسی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

سوال :- حفاظت قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے کیا وعدہ فرمایا ہے۔

جواب :- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر آیت ۱۰) کہ یقیناً ہم نے ہی اس ذکر (یعنی قرآن کریم) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں

سوال :- قرآن کریم کی پہلی دو اور آخری دو سورتوں کے نام لکھیے؟

جواب :- پہلی دو۔ سورۃ فاتحہ و بقرہ ہیں اور آخری دو۔ سورۃ فلق اور الناس ہیں آخری دونوں سورتوں کو معوّذتین بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں قُلْ اَعُوْذُ سے شروع ہوتی ہیں۔ ان دونوں میں آخری زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔

سوال :- قرآن کریم کی سب سے بڑی اور سب سے چھوٹی سورۃ کونسی ہے؟

جواب :- سورۃ بقرہ سب سے بڑی اور سورۃ الکوثر سب سے چھوٹی۔

سوال :- قرآن کریم کی نزول کے لحاظ سے پہلی آیت کونسی ہے اور آخری کونسی؟

جواب :- سب سے پہلی آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔ (سورہ العلق) اور آخری وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ۔ (بقرہ آیت ۲۸۲) آخری آیت کے بارہ میں مختلف روایات ہیں۔ ایک مشہور روایت میں یہ آیت مذکور ہے۔

سوال :- موجودہ ترتیب میں قرآن کریم کا سب سے پہلا حکم کونسا ہے؟

جواب :- یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

(بقرہ آیت ۲۲)

اے لوگو! اپنے (اس) رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں (بھی) اور انہیں (بھی) جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم (آفات سے) بچو۔

سوال :- سورۃ بقرہ کی پہلی سترہ آیات میں کتنے گروہوں کا ذکر ہے۔ ان کے نام لکھیں۔

جواب :- تین کا ذکر ہے۔ متقی۔ کافر۔ اور منافق۔

سوال :- قرآن کریم میں کس سورۃ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ نہیں آئی۔ اور کیوں؟

جواب :- سورۃ توبہ سے پہلے کیونکہ یہ سورۃ پہلی سورۃ انفال کا ہی حصہ ہے۔

سوال :- قرآن کریم میں کس سورۃ میں بِسْمِ اللّٰہ دو دفعہ آئی ہے؟

جواب :- سورۃ نمل میں (ایک دفعہ ابتداء میں اور ایک دفعہ آیت ۳۱ میں ہے۔)

سوال :- کوئی تین قرآنی دعائیں لکھیے۔

جواب :- ۱۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

(بقرہ آیت ۲۵۱)

کہ اے ہمارے رب ہم پر قوت برداشت نازل کر۔ ہمیں ثابت قدم بنا اور قوم کفار کے خلاف ہماری مدد کر۔

۲۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ آیت ۱۱۵)

اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا۔

۳۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(بقرہ آیت ۲۰۲)

اے ہمارے رب! ہمیں (اس) دنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی دے اور آخرت میں (بھی) کامیابی دے۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

سوال :- قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک کتنی دفعہ آیا ہے کسی ایک مقام کا ذکر کریں؟

جواب :- چار دفعہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔

(سورۃ فتح آیت ۲۹)

سوال :- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہونے کا کس سورۃ اور کس آیت میں ذکر ہے؟

جواب :- خاتم النبیین ہونے کا ذکر سورۃ احزاب آیت ۴۱ میں ہے فرمایا۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہونے کا ذکر سورۃ انبیاء آیت ۱۰۸ میں ہے۔ فرماتا ہے۔ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ کہ ہم نے تجھے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سوال :- قرآن کریم کی ان سورتوں کے نام لکھیں جو انبیاءؑ کے نام پر ہیں۔

جواب:۔ سورۃ ہائے ابراہیم۔ ہود۔ یونس۔ یوسف۔ نوح۔ محمدؐ اور لقمان۔

سوال:۔ قرآن کریم میں جن انبیاء کے اسماء کا ذکر ہے بیان کریں۔

جواب:۔ حضرت آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیاسؑ۔ یونسؑ۔ ذوالکفلؑ۔ الیسعؑ۔ ادریسؑ۔ ایوبؑ۔ ذکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ لقمانؑ۔ عزیرؑ۔ ذوالقرنینؑ۔ علیہم السلام۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سوال:۔ قرآن کریم میں کس صحابی کا نام آیا ہے؟

جواب:۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا (سورۃ احزاب۔ آیت ۳۸ میں)

سوال:۔ فیضانِ ختم نبوت، وفات مسیحؑ اور صداقت مسیح موعودؑ کے ثبوت میں قرآن کریم کی ایک ایک آیت لکھیں۔

جواب:۔ ۱۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

(النساء آیت ۷۰)

اور جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام نازل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

۲۔ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

(مائدہ آیت ۱۱۸)

اور جب تک میں ان میں رہا میں ان کا نگران رہا۔ جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگران تھا۔

۳۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

(یونس آیت ۱۷)

یقیناً اس سے پہلے میں ایک عرصۂ دراز تم میں گزار چکا ہوں۔ کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

سوال:۔ لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے؟

جواب:۔ وہ مبارک رات جس میں قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا۔ اور جس کی فضیلت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس رات خدا تعالےٰ اپنے بندوں سے بہت قریب آجاتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک جس تاریک زمانہ میں کوئی مامور من اللہ مبعوث ہو اس زمانہ کو بھی لیلۃ القدر کہتے ہیں۔

سوال:۔ قرآن کریم کتنے عرصہ میں نازل ہوا؟

جواب:۔ تقریباً ۲۳ سال میں (کل ایام تقریباً ۷۹۷۰)

سوال:۔ ان پھلوں کے نام لکھئے جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔

جواب:۔ رُمَّان (انار) عِنَبٌ (انگور)، اَلتِّيْنُ (انجیر) طَلْحٌ (کیلا) اَلزَّيْتُوْنُ (زیتون) اَلنَّخْلُ (کھجور)

سوال:۔ قرآن کریم میں کن چوپایوں کا نام آیا ہے؟

جواب:۔ اَلْجَمَلُ (اونٹ) غَنَمٌ (بکری) اَلْبَقَرُ (بچھڑا) بَقَرَةٌ (گائے) اَلْكَلْبُ (کتا) اَلْخِنْزِيْرُ (سؤر) اَلْخَيْلُ (گھوڑا) اَلْبِغَالُ (خچر) اَلْحِمَارُ (گدھا) اَلْفِيْلُ (ہاتھی) قَسْوَرَةٌ (شیر)

سوال:۔ قرآن کریم میں مذکور تباہ شدہ اقوام میں سے بعض کے نام لکھئے۔

جواب:۔ قوم نوحؑ۔ (آرمینیا کے علاقہ میں رہتی تھی) قوم عاد (حضرت ہودؑ کی قوم) قوم ثمود (حضرت صالحؑ کی قوم) اصحاب الرس (قوم ثمود کا ایک حصہ تھے) اصحاب الایکہ۔ (حضرت شعیبؑ کی قوم) قوم لوط (حضرت لوطؑ کی قوم) قوم فرعون (حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانے والی قوم) اصحاب الفیل (یمن کے لوگ جو ابرہہ کی سرکردگی میں خانہ کعبہ پر حملہ کرنے آئے تھے)

سوال:۔ قرآن کریم کے کسی گزشتہ مفسرؒ کا نام لکھیں۔

جواب:۔ علامہ فخرالدین رازیؒ مصنف تفسیر کبیر۔

(منقول از کتاب دینی معلومات شائع کردہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان)

ولادت

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے میری بڑی بھتیجی عزیزہ راشدہ پروین کو مورخہ ۱۴ر جون ۹۳ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے الحمد للہ۔

نومولود مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب آف بنگلور کا پوتا، عزیز محمد حشمت اللہ صاحب کا بیٹا، میرے بڑے بھائی مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب منڈاشی آف بھدرواہ کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی نیز نومولود کی درازی عمر، نیک، خادم دین اور ہم سب کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اس خوشی کے موقعہ پر عزیز محمد حشمت اللہ نے مبلغ ایک صد روپے اعانت بدر و ایک صد روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔

(عنایت اللہ نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

اعلانات نکاح و تقریب رخصتانہ

(۱) یکم مئی ۹۳ء عزیزہ امۃ القدوس نکہت بنت عزیز مکرم احمد عبد المنان صاحب مرحوم الیکٹریکل انجینئر آف حیدرآباد کا نکاح ہمراہ عزیزم ڈاکٹر احمد عبد الماجد ابن برادرم مکرم احمد عبد الباسط صاحب آف حیدرآباد، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے مبلغ ۵۱۰۰/- روپے حق مہر پر پڑھایا۔

بعدہ رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ ۳ر مئی کو برادرم احمد عبد الباسط صاحب نے اپنے بیٹے کی شادی پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کے لئے مبارک و باعث برکت بنائے آمین۔

(اعانت بدر ۱۰۰/- روپے)

(احمد عبد العزیز حیدرآباد)

(۲) خاکسار کی بہن مسماۃ حفیظ اختر بنت محترم محمد عبد اللہ صاحب بٹ رشی نگر کا نکاح ہمراہ برکت احمد صاحب گنائی ولد غلام محمد صاحب گنائی ساکن شورت بحق مہر مبلغ ۲۵۰۰/- روپے مکرم عبد الحی صاحب معلم وقف جدید نے پڑھایا۔ رشتہ کے خیر و برکت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۲۰/- روپے)

(محمد رفیق بٹ رشی نگر)

(قسط نمبر ۲ آخری)

پاکستان میں مُلّاؤں کی "خدمتِ اسلام"

ظلم وستم کی داستان کا ایک ورق

(از مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ)

دلآزار اشتہار پھاڑنے پر گرفتار

۲۸ ستمبر ۱۹۹۲ء کو ایک احمدی نوجوان حماد احمد بٹ سکنہ وزیر آباد نے مجلس ختم نبوت کی طرف سے ایک اشتہار دیوار پر چسپاں دیکھا۔ جب قریب آکر پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انتہائی غلیظ گالیاں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ اس نے طیش میں آکر اشتہار پھاڑ دیا۔ مولوی لوگ اکٹھے ہو گئے اور اس سے پوچھا کہ اشتہار کیوں پھاڑا ہے۔ اس نے کہا کہ پھاڑا ہے اس لئے کہ اس پر گالیاں لکھی ہوئی ہیں۔

مولوی اسے پکڑ کر تھانہ وزیر آباد لے گئے جہاں اس پر زیر دفعہ ۲۹۵A تعزیرات پاکستان مقدمہ بنایا گیا اور آٹھ یوم تک پولیس کی حراست میں رکھا گیا۔ پھر اسے گوجرانوالہ جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ایک ماہ کی تگ و دو کے بعد بمشکل اس کی ضمانت ہوئی۔

پولیس اور مخالفین نے حد درجہ کوشش کی کہ مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/c بنایا جائے تاکہ توہین رسالت کے زمرے میں آ سکے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے مخالفین کو کامیابی نہ ہو سکی۔

سندھ کا مولوی اور خطوط کا سرقہ

سندھ کے ایک چھوٹے سے قصبہ ٹنڈو آدم میں ختم نبوت مسجد کا امام مولوی احمد میاں حمادی ہے وہ خود کو صوبائی کنوینر عمل تحفظ ختم نبوت سندھ، رکن شوریٰ مرکز تحفظ ختم نبوت پاکستان اور امیر مجاہدین تحفظ ختم نبوت پاکستان بھی تحریر کرتا ہے سندھ کے اس علاقہ میں اس مولوی نے یہ شیطانی کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ جہاں موقعہ ملے احمدیوں پر مقدمات قائم کر دئے جائیں۔ اس کی تازہ مثال ۵/اکتوبر ۹۲ء کو ظہور پذیر ہوئی جس میں اس نے جماعت احمدیہ کراچی کے آٹھ کارکنان اور مرکز ربوہ کے دو افسران کے خلاف ایک پرچہ زیر دفعہ ۲۹۸/c، ۲۹۵/A، اور ۲۹۵/c درج کرایا ہے جس میں یہ الزام لگایا گیا کہ ان دس افراد نے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ثبوت کے طور پر اس نے ان کارکنان کے خطوط اور رجسٹریاں جو انہوں نے احباب جماعت کو لکھی تھیں محکمہ ڈاک سے حاصل کر کے پیش کیں ہیں اور کہا ہے کہ ان خطوط میں ان افراد نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

وغیرہ لکھ کر جرائم کا ارتکاب کیا ہے بعد میں یہ اطلاع بھی موصول ہوئی کہ انہی مولوی صاحب کی طرف سے ایک اور مقدمہ ہمارے وکیل سید علی احمد طارق اور ایک احمدی دوست عبد المجید جو سیشن جج شہداد پور کے ریڈر ہیں کے خلاف بھی درج کرایا گیا جس میں کہا گیا کہ ان دونوں نے عدالت میں السلام علیکم کے الفاظ کہے تھے۔

دعوت الی اللہ محفل میں چھاپہ

باوجود انتہائی مشکلات کے پاکستان کی جماعتیں دعوت الی اللہ کے کاموں میں کسی سے پیچھے نہیں۔ چنانچہ ایک اسی طرح کی تقریب جماعت احمدیہ گوٹھ علی محمد خیر پور نے منعقد کی جس میں گاؤں کے پٹواری اور دیگر معززین کو بھی مدعو کیا گیا۔

پروگرام کے مطابق جماعت نے ایک T.V اور ایک V.C.R کرایہ پر حاصل کیا اور ایک ویڈیو حاضرین کو دکھانا شروع کی جس میں حاضرین نے بہت دلچسپی لی۔

مگر اس واقع کی اطلاع ایک مولوی صاحب کو بھی ہو گئی وہ دوڑے دوڑے تھانہ پہنچے اور مخبری کی۔ چنانچہ تھانیدار نے پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ چھاپہ مارا اور T.V اور V.C.R اپنے قبضہ میں کر لیا۔ نیک دل پٹواری کی وجہ سے کوئی گرفتاری نہ ہو سکی بلکہ اس کی کوششوں کی بدولت ٹی وی اور وی سی آر بھی واپس مل گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ بیچاری پولیس ملک میں خطرناک قاتلوں۔ بدنام ڈاکوؤں اور انسانیت سوز مظالم کرنے والوں جن کی خبریں آپ روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں کو گرفتار کرنے میں کلیۃً ناکام ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ اپنی کارکردگی دکھانے کی خاطر جہاں کہیں اسے کسی احمدی پر مقدمہ کی خبر ملتی ہے تو بڑی مستعدی سے حرکت میں آتی ہے اور بیچارے معصوم احمدیوں کو روزمرہ دینی فرائض کی ادائیگی کے جرم میں پکڑ کر تھانہ میں بند کر دیتی ہے۔

احمدی افسر کے خلاف کاروائی

مولویوں نے خدمت اسلام کا یہ کام بھی اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ جہاں ان کو معلوم ہو کہ کوئی سرکاری افسر ان کے علاقہ میں تبدیل ہو کر آیا ہے تو اس کے خلاف مہم شروع کر دیں۔ ان کو ڈرائیں دھمکائیں۔ افسران بالا تک پہنچ کر ان کی شکایات کریں اور تبادلہ کی کوشش کریں اور جہاں اس صورت میں بھی ناکامی ہو وہاں ان کے خلاف "راست اقدام" کریں چنانچہ ایسا ہی ایک واقعہ جڑانوالہ میں پیش آیا۔ وہاں ایک عرصہ سے ملک رفیق احمد صاحب سٹیشن انچارج گرڈ سٹیشن چلے آ رہے ہیں۔ ایک عرصہ سے مولویوں نے بھی ان کی مخالفت شروع کر رکھی ہے۔ اور مولویوں کا سرغنہ فیصل آباد کا رہنے والا مولوی فقیر محمد ان شرپسندوں کی پشت پناہی کرتا رہا۔ مگر ملک صاحب چونکہ فرض شناس افسر ہیں اس لئے ان کے خلاف مولویوں کے تمام حربے ناکام ثابت ہوئے اور مختلف الزامات لگا کر بھی یہ لوگ ملک صاحب کا تبادلہ نہ کرا سکے۔

چنانچہ ۳۱/اگست ۹۲ء کو مولویوں کی ایماء پر ملک صاحب کے اپنے چوکیدار نے ان پر ڈنڈوں سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں ملک صاحب موصوف کو بہت چوٹیں آئیں ملک صاحب نے پولیس میں مقدمہ درج کرا دیا۔ بعد میں فریق مخالف نے کہلا بھیجا کہ صلح کر لی جائے چنانچہ فریقین میں صلح ہو گئی ہے اور ملک صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ صحت یاب ہو رہے ہیں۔

گاؤں میں مخالفت کا افسوسناک واقعہ

اور اب آخر میں چک ۳۸ جنوبی سرگودھا کا ایک واقعہ سن لیجیے جو وہاں کے ایک احمدی دوست نے حضرت اقدس کی اطلاع و دعا کے لئے لکھ کر بھیجا۔

وہ لکھتے ہیں۔

"ہمارے گاؤں میں آج تک احمدیت کی مخالفت نہ ہوئی تھی لیکن چند ماہ قبل ایک ایسا فتنہ اٹھا جس نے گاؤں میں بسنے والے ہر احمدی کو پریشان کر رکھا ہے ہوا یوں کہ ایک دن چند غیر از جماعت لڑکے ہمارے مربی صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں آپ احمدیت کے متعلق بتائیں۔ چنانچہ مربی صاحب نے انہیں احمدیت کے بارہ میں بتایا جاتے ہوئے وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے مولوی کو ساتھ لائیں گے آپ ان سے مناظرہ کریں۔ مربی صاحب نے کہا کہ مناظرہ

کے لئے حالات ہمیں اجازت نہیں دیتے۔

چند دن گزرنے کے بعد وہ دو مولوی باہر سے لے آئے اور اپنی مسجد میں جلسہ کروایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلفاء پر خوب گند اچھالا۔ چند دن اور گزر گئے ایک دفعہ پھر انہوں نے جلسہ کیا اور احمدیت کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈا کیا۔ اس کے بعد جب بھی ہمارا کوئی بچہ یا نوجوان بازار میں ان کی طرف جاتا تو ان کی تنظیم کے لڑکے اسے پکڑ کر مارتے۔ ایک دن انہوں نے جلوس نکالا اور ہمارے گھروں کی طرف مارچ کیا مگر بعض معزز لوگوں کے کہنے پر بغیر نقصان پہنچائے واپس چلے گئے۔ واپسی پر انہوں نے تھانہ جاکر ہمارے خلاف مقدمہ درج کرا دیا۔ اور کہا کہ احمدیوں نے مجھے بہت مارا ہے۔ پولیس نے آٹھ احمدیوں پر کیس کر دیا اور گرفتار کرکے لے گئی۔ معززین نے مل کر صلح کروادی۔ اور ایک کمیٹی تیرہ افراد پر مشتمل حالات کو بہتر بنانے کے لئے تشکیل کی اس میں پانچ افراد ہماری جماعت کے پانچ مخالفین کے اور تین قریبی گاؤں کے معززین شامل کئے گئے۔ مگر یہ معاہدہ زیادہ دیر کامیابی سے نہ چلا

۲۳ ستمبر کو انہوں نے پھر جلسہ منعقد کروایا جس میں سرکردہ مولوی آئے۔ ساتھ والے گاؤں سے بھی لوگ اکٹھے ہوئے۔ مولوی محمد اکرم طوفانی۔ مولوی اللہ وسایا اور کونسلر اسلم گھیلا وغیرہ بھی موجود تھے۔ اس جلسہ پر جماعت کے خلاف اتنا گند اچھالا گیا کہ خدا کی پناہ اس کے بعد مولوی صاحبان نے ایک اور مقدمہ پانچ احمدیوں پر بنایا۔ پولیس نے چالان کرکے ہمارے احمدیوں کو گرفتار کرکے سنٹرل جیل بھیج دیا۔ جہاں مولوی صاحبان پوری مخالفت کر رہے ہیں کہ ہماری ضمانتیں نہ ہوں۔

حضور! ہمارا ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے جس کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ حضور کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست دعا ہے"۔

قارئین کرام! احمدیت کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے والے کئی ایک دعویدار بڑی آب و تاب سے اٹھے اور زمانہ کی گردشوں کا شکار ہو کر رہ گئے۔ اس کو ختم کرنے والے تمام حوادث آہستہ آہستہ دم توڑ گئے۔ نہ ہی انفرادی مخالفت جماعت احمدیہ کا کچھ بگاڑ سکی اور نہ ہی اجتماعی مقابلہ۔ بڑے بڑے شدید فتنوں نے سر اٹھایا مگر منہ کی کھائی کسی مخالف کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ کسی کو خدائی گرفت نے پکڑا اور ذلیل و رسوا کر دیا۔ کوئی تختہ دار پر لٹکایا گیا اور کسی کا جسم خدائی قہر کا نشانہ بنا اور وہ آگ میں جل کر راکھ ہو گیا۔ جبکہ کاروان احمدیت آج بھی اپنے سالار کارواں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بے شمار افضال و انعامات کا مورد بنتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر رواں دواں ہے اور کوئی نہیں جو اس کی ترقی میں حائل ہو سکے۔

بقیہ صفحہ ۹

یہی نتیجہ نکلے گا کہ اگر قرآن کریم سے محبت ہے اگر قرآنی علوم و معارف کا پھل حاصل کرنا چاہتے ہیں مطہر بننے کی کوشش کریں۔ اپنے نفوس کو پاک کریں۔ اپنے مزاج میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے سر خدا کے حضور جھکا دیں۔ اسکی رضا کے تابع ہو جائیں۔ پھر قرآن کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو عظیم الشان معارف کے پھل آپکو بھی نصیب ہوں گے۔ قرآن کسی ایک شخص کیلئے نہیں اُتارا گیا تھا۔ قرآن کسی ایک فرد واحد کی ملکیت نہیں۔ قرآن ایک خاندان یا ایک قوم کی ملکیت نہیں۔ قرآن کریم ایک عظیم الشان کتاب ہے جو ہم سب کے لئے برابر درجہ رکھتی ہے کالا ہو یا گورا شرقی ہو یا غربی، کسی خاندان یا کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو، صرف ایک شرط ہے کہ مطہر ہو جائے۔ جو مطہر ہو کر اس کلام میں تعمق کریگا اللہ تعالیٰ اُسے بے انتہا فضلوں کا وارث بنا دے گا اور بے انتہا معانی کے شیریں اور باقی رہنے والے پھل اُسکو عطا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم میں بکثرت ایسے لوگ پیدا ہوں جو مطہر ہوتے ہوئے کلام اللہ کی معرفت اور اسکے مقام اور اسکے مرتبہ کو خود بھی جانچیں، خود بھی سمجھیں اور دنیا کو بھی ان معارف سے آشنا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (منقول از الفضل ۲ اگست ۱۹۸۳ء)

قرارداد تعزیت

بروفات محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب مرحوم نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے

ہم جملہ ممبران جماعت ہائے احمدیہ ناروے اپنے محبوب امیر کی وفات پر گہرے رنج و غم اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔ مکرم و محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب مرحوم و مغفور جماعت کے لئے ایک بابرکت وجود تھے، آپ بے حد محبت و شفقت اور پیار کرنے والے دعاگو بزرگ تھے طبیعت کی نرمی کے باوجود جب نظام سلسلہ کی حفاظت اور عزت و وقار کا مسئلہ درپیش ہوتا تو نہایت دلیری کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے خلیفۂ وقت کی خوشنودی اور رضا کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔

آپ چک سکندر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین نے ۱۹۳۲ء میں احمدیت قبول کی۔ اور آپ کو آٹھ سال کی عمر میں قادیان تعلیم کے لئے بھجوا دیا۔ جہاں آپ نے جامعۃ الاحمدیہ کی تعلیم مکمل کی۔ جامعہ کے بعد قادیان میں رہتے ہوئے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل پاس کیا۔ تعلیم کے بعد آپ قادیان میں ہی ۱۹۴۷ء تک مختلف دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم ملک کے دوران جماعتی انتظام کے تحت مہاجرین کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ فرقان فورس میں بھی حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں باٹا شو فیکٹری لاہور میں ایک لمبے عرصہ تک کام کرتے رہے۔ آٹھ دس سال تک جماعت احمدیہ باٹاپور کے پریذیڈنٹ رہے۔ اُس کے بعد پشاور میں جماعت کی خدمت کا موقعہ ملا۔ پھر پشاور سے جہلم منتقل ہو گئے۔ حضرت مولانا عبدالغنی رضی اللہ عنہ ابن حضرت مولوی برہان الدین جہلمی صاحب رضی اللہ عنہ کے امارت کے زمانہ میں سیکرٹری اصلاح و ارشاد مقرر ہوئے۔ شیخ قدرت اللہ صاحب ریلوے انجینئر کے زمانہ میں نائب امیر مقرر ہوئے۔ اور ان کے وہاں سے تبدیل ہونے کے بعد بطور امیر مقرر ہوئے۔ اور ایک سال اس عہدہ پر کام کیا۔ ۱۹۷۴ء میں دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو امیر نامزد فرمایا۔ بعد ازاں چوہدری احمد جان صاحب کے دور امارت میں راولپنڈی میں جماعتی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا ہوئی۔

۱۹۸۵ء میں ناروے تشریف لائے۔ ناروے میں بطور قاضی اوّل ناظم اعلیٰ انصار اللہ اور صدر موصیان کام کرنے کی سعادت عطا ہوئی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ کو جنوری ۱۹۹۳ء میں امیر جماعت احمدیہ ناروے مقرر فرمایا۔ اس مختصر عرصہ میں آپ نے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ آخری وقت تک جماعتی کاموں میں مصروف رہے مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۹۳ء کو صبح ۹ بجے اچانک دل کا دورہ پڑا۔ اس قدر شدید دورہ تھا کہ اُس سے جانبر نہ ہو سکے اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ نے اپنی اہلیہ، سات بیٹیوں اور تین بیٹوں کے علاوہ بہت سے نواسے اور نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

محترم چوہدری صاحب مرحوم کو قرآن مجید سے بے حد عشق تھا۔ تقریباً سارا قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام سے بے حد عشق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی، فارسی اور اُردو کلام کا بیشتر حصہ زبانی یاد تھا۔

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکرم و محترم چوہدری صاحب مرحوم کی روح کو ہر لحاظ سے سکینت عطا فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین مقام سے نوازے اور پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو اور انہیں اپنے نیک اور بزرگ باپ کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں ——— شریک غم ——— ممبران جماعتہائے احمدیہ ناروے

تبلیغی تربیتی مساعی

کیرنگ (اڑیسہ) میں انیسواں جلسہ سالانہ
وزیر اعلیٰ اڑیسہ کی تشریف آوری

جماعتِ احمدیہ کیرنگ نے حسبِ معمول امسال بھی ۲۴ر ۲۵ر اپریل ۹۳ء کو اپنا دو روزہ جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ ۲۳ر اپریل کو مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ، مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان۔ مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ بنگال اور مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اسی طرح مبلغین و معلمین سلسلہ اڑیسہ کے علاوہ دوسرے احمدی و غیر احمدی احباب بھی اس بار کثیر تعداد میں تشریف لا چکے تھے۔

دو روزہ جلسہ کی چار نشستیں ہوئیں پہلی نشست کی کاروائی زیرِ صدارت مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید، پرچم کشائی و نظم کے بعد محترم صدرِ اجلاس نے افتتاحی خطاب فرمایا بعدہٗ مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری، جناب سوامی شرچیدانند سرسوتی صاحب سیکرٹری ڈیوائن لائف سوسائٹی اڑیسہ اور جناب پدما کیسری سدرشن دائس سیکرٹری آل انڈیا پرنٹنگ فیڈریشن اور پروٹسٹنٹ عیسائی فرقہ خوردہ روڈ چرچ کے پادری مسٹر پیرس صاحب کی تقاریر ہوئیں۔ دوسری نشست شام ۴½ بجے زیرِ صدارت محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلم وقف جدید مکرم مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ بھونیشور مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس اور خاکسار کی تقاریر ہوئیں۔ دوسرے دن کی پہلی نشست کی کاروائی زیرِ صدارت مکرم ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب امیر جماعتہائے صوبہ اڑیسہ شروع ہوئی تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مولانا عبد الحلیم صاحب مبلغ انچارج صوبہ اڑیسہ۔ مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس اور مکرم جناب چنتامنی پانی گراہی سابق گورنر صوبہ منی پور کی تقاریر ہوئیں۔ اس کے بعد خاکسار نے موصوف کو قرآن کریم انگریزی ترجمہ اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

وزیر اعلیٰ بیجو پٹنائک کے ذریعہ قرآن کریم اڑیہ ترجمہ واحمدیہ ہسپتال کیرنگ کا افتتاح

۲۵ر اپریل شام ٹھیک ۳½ بجے وزیر اعلیٰ اڑیسہ اور ان کے ساتھ جناب پرنس پانسانی وزیر پنشن نئے تعمیر شدہ ہسپتال میں سب سے پہلے تشریف لائے اور اس کا افتتاح کیا اس کے بعد جلسہ گاہ تشریف لائے جناب ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب صوبائی امیر نے جماعت کا تعارف کرایا اور مکرم روشن خان صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا جناب ڈاکٹر پرنس پانسانی صاحب اور جناب وزیر اعلیٰ نے حاضرین سے خطاب کیا اس کے بعد مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں قرآن کریم اڑیہ ترجمہ پیش فرما کر اس کا افتتاح فرمایا۔ محترم صدر اجلاس ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب نے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

دوسرے دن کا آخری اجلاس زیرِ صدارت مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری صاحب نائب امیر بنگلہ دیش ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری اور مکرم سید رشید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جمشید پور نے تقاریر کیں۔ بعدہ مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیرنگ نے شکریہ ادا کیا۔ صدارتی اختتام خطاب اور دعا کے بعد جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچا فالحمد للہ علیٰ ذالک

کیرنگ جلسہ سالانہ کے دونوں روز کے پروگرام اڑیہ ریڈیو اور ٹی وی کٹک و بھونیشور سے ساتھ ساتھ نشر ہوتے رہے۔

(خاکسار: سید آفتاب احمد مبلغ سلسلہ کیرنگ (اڑیسہ))

صوبہ اڑیسہ میں جلسے و پیشوایانِ مذاہب

مانیکا گوڑہ میں تبلیغی جلسہ:- ۲۶ر اپریل کو جماعتِ احمدیہ کیرنگ کے تعاون سے تبلیغی وفد مانیکا گوڑہ پہنچا۔ جہاں مکرم عبد الباسط خان صاحب امیر جماعت اڑیسہ کی زیرِ صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مکرم الحاج احمد توفیق صاحب چوہدری۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد اور مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب اور مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد رات گیارہ بجے جلسے کی کاروائی ختم ہوئی

خوردہا ٹاؤن کلب میں جلسہ

مضافات میں تبلیغِ حق پہنچانے کی خاطر خوردہا ٹاؤن کلب میں ایک جلسہ رکھا گیا۔ چنانچہ ۲۷ر اپریل کو شام ۶½ بجے جناب مرلی دھر بیرواں کی صدارت میں جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم شمس الحق خان گوپ بندھو پنڈا صاحب۔ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس۔ ریورنڈ۔ ایم کراؤ صاحب۔ مکرم احمد توفیق چوہدری صاحب اور مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تقریریں کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔

کرڈاپلی میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۸ر اپریل کو شام ۷ بجے مسجد احمدیہ میں مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ تلاوت نظم کے بعد خاکسار شیخ عبد الحلیم و مکرم احمد توفیق صاحب اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے جلسے سے خطاب کیا۔ صدارتی خطاب، اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

۲۹ر۴ر۹۳ کو کرڈاپلی میں سرو دھرم سمیلن کا انعقاد کیا گیا۔ مضافات سے ہندو احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ کافی تعداد میں معززین تشریف لائے۔ نیز مختلف جماعتوں سے احمدی احباب بھی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب کی صدارت میں جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی تلاوت اور نظم کے بعد مکرم شمس الحق خان نے اڑیہ میں تقریر کی اس کے بعد مکرم پدم کمار پربھات جو دہلی سے آئے تھے اور پرجاپتا والوں کے پریذیڈنٹ ہیں نے تقریر کی پھر مکرم احمد توفیق صاحب چوہدری کی تقریر ہوئی۔ مکرم پربھول کمار رستوگی ایڈوکیٹ اور مکرم سبھاش مہانتی سابق ایم پی۔ مکرم وجے کمار مشرا لیکچرار نرسنگھ پور کالج نے تقاریر کیں۔ مکرم محمد صدیق صاحب صدر جماعت نے شکریہ ادا کیا۔ صدارتی خطاب کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

پنکال میں تبلیغی جلسہ

۳۰ر اپریل کو شام ۵½ بجے مسجد احمدیہ کے سامنے جلسہ رکھا گیا۔ کافی تعداد میں ہندو بھائی اس جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ جلسہ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم شمس الحق خان صاحب۔ مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ مکرم پربھول کمار ساہو نے تقریریں کیں ساہو صاحب نے کہا کہ ہم یہاں ہندو اور مسلمان مل جل کر رہتے ہیں۔ پنکال اور کرڈاپلی کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ آپ کے بعد رانا دجے کمار پرتاپ دیو نے تقریر کی۔ محمد خان صاحب صدر جماعت نے شکریہ ادا کیا۔ بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

سورو میں تبلیغی جلسہ

یکم مئی کو رادھاناتھ پنڈال میں جلسہ رکھا گیا صدارت مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری ناظر تبلیغ نے کی تلاوت و نظم کے بعد محترم صدر صاحب نے

اختتامی خطاب فرمایا بعدازاں مکرم شمس الحق صاحب لیکچرار کیندراپاڑہ کالج۔ مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری۔ مکرم شمس الحق خان صاحب مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد وصدرِ جلسہ نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا۔ اس جلسہ میں بیل پور کے احمدی احباب کے علاوہ کافی تعداد میں ہندو اور مسلم دوست شریک ہوئے۔

بھدرک میں جلسہ

۲ر مئی کو سات بجے شام مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی زیرِ صدارت جلسہ ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد اراکینِ وفد کے علاوہ جناب رتناکر باریک جناب ریونڈلے کے سنگھ نے بھی تقاریر کیں۔ اس موقع پر اسلام اور امنِ عالم۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عناوین پر تقاریر ہوئیں۔

پنتھ نواس کٹک میں سیمینار

۳۱/۵/۹۳ کو پنتھ نواس کٹک میں جماعت احمدیہ کٹک کی جانب سے "امنِ عالم کے بارہ میں اسلامی تعلیمات" کے عنوان پر ایک سیمینار رکھا گیا۔ کثیر تعداد میں شہر کے ہندو مسلم معززین نے شرکت کی۔ کارروائی ٹھیک چھ بجے مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد مکرم عبد الباسط خان صاحب امیر جماعت اڑیسہ اور اراکینِ وفد نے تقاریر کیں۔ سوالات کے جواب بھی دیئے گئے۔ اس موقع پر دو ہندو بھائیوں نے مختصراً تقاریر کیں۔ اس موقع پر بک سٹال بھی لگایا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین

(خاکسار: شیخ عبد الحلیم مبلغ انچارج اڑیسہ)

ضلع پالگھاٹ کیرلہ میں

فضلِ عمر انڈسٹریل سنٹر کا افتتاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک سکیم کے تحت کیرلہ کے پالگھاٹ ضلع میں جماعت ہائے احمدیہ مریاکنی اور الانلور کے درمیان بمقام TIRUVIZHAM KUNNU ایک صنعتی مرکز کا افتتاح ۹ر مئی بروز اتوار عمل میں لایا گیا۔ یہ سکیم بہت وسیع ہے لیکن اس کے شروعات نہایت مختصر طور پر عمل میں لائے گئے FAZLE UMAR INDUSTRIAL CENTRE کے نام سے یہاں فی الحال ٹیلرنگ ٹریننگ سنٹر کھولا گیا۔ ابتدائی طور پر پانچ مشینیں خریدی گئی ہیں اور ۱۷ احمدی دو ہندو اور ایک غیر احمدی خاتون مختلف شفٹوں میں یہاں ٹریننگ حاصل کریں گی۔

اس سنٹر کا افتتاح خاکسار کی زیرِ صدارت محترم اے پی کنجا مو صاحب صوبائی امیر کیرلہ نے کیا مکرم قمر الدین صاحب معلم وقف جدید کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم V.T بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ نے اس سنٹر کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی عالمی خدمات کی تفصیل بیان کی اس موقع پر ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب صوبائی امیر جناب کے ٹی حمزہ صدر پنچایت بورڈ جناب شیخ ماسٹر پنچایت ممبر نے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ تقریب میں مسلم وغیر مسلم کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

فضلِ عمر نرسری سکولز و میڈیکل سنٹر

گزشتہ سال کھولے گئے فضلِ عمر نرسری سکولز کی پہلی جماعت کا افتتاح عمل میں لایا گیا۔ اسی طرح چند ماہ قبل احمدیہ میڈیکل سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔ اس کی تعمیر آخری مرحلہ پر ہے

تبلیغی وین

کیرلہ کی جماعتوں کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیشِ نظر ایک بڑی VAN

خریدی گئی اس میں کتابیں رکھنے کے شیلف۔ کتابوں کی نمائش کا انتظام ایک سٹیج اور ایک مائیک سیٹ وغیرہ نصب کئے گئے۔ اسی طرح ویڈیو دکھانے کا بھی انتظام ہے۔

(خاکسار: محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

تبلیغی ملاقات

محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کو کلکتہ کی الیشین سوسائٹی نے فلکیات کے زیرِ عنوان تقاریر کرنے کی دعوت دی اور آپ کے متعدد مقامات پر لیکچر ہوئے جس میں سائنسدانوں اور طلباء نے شمولیت کرکے استفادہ کیا۔ اس موقع پر احمدیہ مشن ہاؤس میں محترم حافظ صاحب موصوف کے ساتھ محترم ڈاکٹر عثمان صاحب صدر اسلامک ہسٹری کلکتہ یونیورسٹی کی ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب میں خاکسار کے علاوہ محترم امیر جماعت بنگال نیز محترم احمد توفیق چوہدری صاحب نے شمولیت کی۔ محترم عثمان غنی صاحب نے اس ملاقات کا اچھا اثر قبول کیا الحمد للہ۔

ڈائمنڈ ہاربر میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب

جماعتِ احمدیہ کلکتہ کے زیرِ اہتمام ڈائمنڈ ہاربر میں ۹ر مئی کو جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد ہوا۔ جلسہ میں ہوگلہ۔ کبیرا۔ موہن پور۔ بسنت پور۔ برنیشو۔ سٹریشہ بانسرہ۔ سری رام پور۔ بیہالا اور کلکتہ سے حاضرین نے شرکت کی۔ محترم محمود احمد صاحب بانی نے دو گاڑیاں اور محترم رفیع صاحب نے اس موقع کے لئے ایک کار وقف کی۔ جلسہ میں محترم چوہدری احمد توفیق صاحب نائب امیر بنگلہ دیش اور مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے شرکت کی۔

جلسہ ڈائمنڈ ہاربر کے معروف رابندرا کبون سٹیڈیم میں زیرِ صدارت محترم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم نور احمد صاحب۔ رنجیت کمار صاحب۔ مولوی سلطان احمد صاحب ظفر شری سیسر کمار داس۔ چوہدری احمد توفیق صاحب محترم ماسٹر مشرق علی صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ تقاریر امن وشانتی کے قیام اور پیشوایانِ مذاہب کے احترام سے متعلق تھیں۔ بعد دُعا جلسہ برخاست ہوا۔

(خاکسار: حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال وآسام)

دُعائے مغفرت

ہمارے مقامی معلم وقفِ جدید مکرم وزیر محمد صاحب تقریباً ۶۵ سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۲۹ر مارچ ۱۹۹۳ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نے تقریباً ۱۲ سال قبل احمدیت قبول کی۔ اپنے گھرانہ میں اکیلے احمدی تھے باوجود شدید مخالفت کے موصوف نے استقامت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ مرحوم ایک مخلص دُعاگو۔ پرہیزگار اور تہجد گزار اور خلافتِ احمدیہ سے دلی عقیدت رکھتے تھے۔ ہر سال جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لے جاتے۔

احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے خاندان کو احمدیت کے نور سے منور فرمائے آمین۔

(خاکسار: محمد سیف خان صدر جماعت احمدیہ سمور ضلع فتحپور یوپی)

درخواست دُعا: مکرم عبد العلیم صاحب شموگہ کی بڑی دُختر ایم اے فائنل کے امتحان میں اچھے نمبرات لے کر کامیاب ہوئی ہے۔ موصوف بچی کی آئندہ پڑھائی میں نمایاں کامیابی کے لئے نیز اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی دینی ودنیوی ترقیات کے لئے درخواستِ دُعا کرتے (امانتِ بدر/۵۰ روپے) (مقصود احمد بھٹی مبلغ شموگہ)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہے تو وہ ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۳۵ - میں محمود احمد ولد مکرم غلام نبی صاحب درویش قوم وڑائچ جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۲/۸/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری درج ذیل جائیداد ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

زرعی زمین واقع کاہلواں. رقبہ چار کنال -/۵۲۵۰۰ روپیہ۔ اس کے علاوہ خاکسار صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہے۔ جس سے ماہوار مبلغ گیارہ صد روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ زرعی زمین سے مبلغ دوہزار روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی زرعی زمین کی آمد کا ۱/۱۶ تازیست جو بھی ہوگی ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد اکبر قادیان	محمود احمد	شاہد احمد قاضی

وصیت نمبر ۱۴۹۳۶ - میں بُشریٰ ظفر زوجہ مکرم ظفر احمد صاحب قوم ودھاون پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ۳۰/ب جھاؤ تلہ روڈ ڈاکخانہ کلکتہ ۱۷ ضلع کلکتہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۲-۵-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱)۔ ایک چین ۲۱٫۲۰۰ گرام (۲)۔ ایک چین ۱۲٫۵۸۰ گرام (۳) چار چوڑیاں ۷۶٫۹۰۰ گرام (۴)۔ چھ چوڑیاں ۱۰۱٫۴۵۰ گرام کل وزن ۲۱۲٫۱۳۰ گرام زیور طلائی بنتا ہے جس کی موجودہ قیمت -/۸۴۰۰۰ روپیہ ہے۔

(۲)۔ بوقت نکاح مبلغ -/۵۰۰ روپیہ حق مہر مقرر ہوا تھا۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

(۳)۔ اس وقت مجھے میرے خاوند کی طرف سے میری ذات پر مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار خرچ ہوتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ظفر احمد خاوند موصیہ	بُشریٰ ظفر	حمید الدین شمس مبلغ کلکتہ

وصیت نمبر ۱۴۹۳۸ - میں پریچوما بنت مکرم محمد کٹی صاحب مرحوم بیوہ مکرم حاجی زین الدین صاحب مرحوم قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۷۷ء ساکن پلی پورم ڈاکخانہ خاص ضلع پالگھاٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲/۹/۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ایک قطعہ زمین ہے جس کی قیمت دو لاکھ نوے ہزار (-/۲۹۰،۰۰۰) روپے مقرر کی گئی ہے۔ اور عنقریب اس قیمت پر فروخت ہونے والی ہے۔ انشاء اللہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ ایک بلڈنگ ہے جس کی قیمت اندازاً پچاس ہزار روپیہ ہے۔ اسے بطور دکان کرایہ پر دیا گیا ہے۔ اس کا ماہوار کرایہ مبلغ چھ صد روپے ملا کرتا ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
پی محمد کٹی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مقامی	پریچوما	محمد ابوالوفاء مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

وصیت نمبر ۱۴۹۳۹ - میں صالحہ شاہین زوجہ مکرم سعادت احمد صاحب جاوید قوم احمدی پیشہ امورِ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان۔ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر ۱۹۹۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے:-

طلائی ٹیکہ وزن ۱۶٫۴۰۰ گرام۔ ہار طلائی دو عدد وزن ۴۹٫۴۰۰ گرام۔ چوڑی جوڑا ۱۷٫۰۰ گرام۔ انگوٹھی چار عدد ۱۷٫۸۰۰ گرام۔ نتھ ۶ گرام۔ کانٹے دو جوڑے و ٹاپس ۱۷٫۶۰۰ گرام۔ کُل وزن ۱۲۴٫۲۰۰ گرام۔ اس کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اسی طرح میرا حق مہر -/۱۲۰۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے۔ خاکسارہ خورونوش کے اخراجات مبلغ -/۳۰۰ روپے ماہوار پر حصہ آمد ادا کرے گی۔ اور میری کوئی آمدن نہیں جب بھی کوئی آمد ہوگی اس کا حصہ آمد بشرح ۱/۱۰ ادا کرنے کی پابند ہوں گی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سعادت احمد جاوید قادیان	صالحہ شاہین	جمیل احمد ناصر قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۴۰ - میں امۃ النصیر بُشریٰ بنت مکرم فتح محمد صاحب گجراتی درویش مرحوم قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱/۹/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت اندازاً درج کر دی گئی ہے۔

(۱)۔ زیورات طلائی گلے کی چین ۱۸ کیرٹ کی ۱۱ گرام۔

(۲)۔ انگشتری ۳½ گرام (۳)۔ کان کی بالیاں ۳ گرام۔

کُل وزن زیورات ۱۷½ گرام اس میں کھوٹ بھی ملا ہوا ہے جس کی موجودہ قیمت مبلغ -/۵۸۰۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

اس کے علاوہ میں بطور معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں کام کرتی ہوں مجھے اس وقت مبلغ -/۹۶۰ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جملہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد و آمد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید صباح الدین قادیان	امۃ النصیر بُشریٰ	قاضی شاہد احمد

درخواست دُعا

مکرم امیر احمد صاحب درویش کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ موصوف کافی کمزور ہو گئے ہیں۔ علاج جاری ہے۔ موصوف کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے احباب کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

وقفِ جدید کی اہمیّت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا ہے کہ :-

" ہندوستان میں وقفِ جدید کی غیر معمولی اہمیت سمجھی جانی چاہیئے ۔ یہ وہ تحریک ہے جس کے ذریعہ تمام ہندوستان کے علاقوں میں کم سے کم خرچ پر جماعتِ احمدیہ کا مؤثر رنگ میں پیغام پہنچایا جا سکتا ہے "

نیز فرمایا کہ :-

" وقفِ جدید کے سلسلہ میں بھی اور دیگر چندوں کے سلسلہ میں بھی مَیں ہندوستان کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ باہر کی دُنیا کے لوگ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس میدان میں بہت آگے نکل چکے ہیں ۔ اور بڑی تیزی سے آگے نکل رہے ہیں ۔ اِس لئے آپ اپنے اعزاز کو مضبوطی سے تھامے رکھیں "

(خطبہ جُمعہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۱ء)

حضور انور کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تمام مخلصین جماعتہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ خود اِس امر کا جائزہ لیں کہ کیا وہ اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق چندہ وقفِ جدید میں حصہ لے کر وعدہ کے مطابق اس کی مکمل ادائیگی کر چکے ہیں ؟ اگر نہیں کر سکے تو براہِ مہربانی فوری طور پر مقامی جماعت میں سیکرٹریانِ مال یا سیکرٹریانِ وقفِ جدید کو ادائیگی کر کے ممنون فرمادیں ۔

سیدنا حضور انور چونکہ ہر سال دسمبر کے آخری جُمعہ میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہیں اور چونکہ قبل از وقت حضور انور کی خدمت میں تفصیلی رپورٹ بھجوائی جاتی ہے اس لئے ایسی جماعتیں جو نومبر ۹۳ء تک سالِ رواں کا مکمل چندہ ادا کر دیں گی اُن کے نام بغرضِ دُعا حضور انور کی خدمتِ اقدس میں بھجوائے جائیں گے اِنْ شَآءَ اللہ ۔

ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نظامِ وصیّت کی اہمیّت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلد نظامِ وصیت میں شامل ہونے والوں کے متعلق فرمایا :-

" اِس کام میں سبقت دِکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے ۔ اور ابد تک خدا تعالےٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی .... اپنے لئے زادِ راہ جمع کرو کہ کام آوے ۔ مَیں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لُوں ۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں ۔ بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے ۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے ۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دُنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے ۔ مگر بہت جلد دُنیا سے جُدا کئے جائیں گے ۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی "

لہٰذا ہر موصی اور عہدیدارانِ جماعت کو چاہیئے کہ وہ وصیت کی غرض و غایت اور برکات و فوائد اپنے غیر موصی احباب اور رشتہ داروں کے ذہن نشین کرائیں اور انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء مبارک کے مطابق وصیت کرنے کی پُر زور تحریک کریں ۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
متھرا جیولرز
M/S. PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر :-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC
MAILING ADDRESS 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے ۔ (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبوی
اَرْشِدُوْا اَخَاكُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

NTR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
Starline
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ ، ہوائی چپل نیز ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے ۔
NEW INDIA RUBBER
WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
یانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز :-
43-4028-5137-5206